واقعات قرآن

از قلم

حجت الاسلام والمسلمین محمد رضا اکبری

ترجمہ

سید ذوالفقار علی زیدی

محبین پبلیشرز پاکستان۔ کراچی

واقعاتِ قرآن

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محمد رضا اکبری

مترجم

سید ذوالفقار علی زیدی

الحرمین پبلشرز پاکستان، کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کی شناخت

نام کتاب	:	واقعاتِ قرآن
مترجم	:	سید ذوالفقار علی زیدی
تصحیح	:	خواہر راحیلہ علی
صفحات	:	۱۵۰
ناشر	:	الحرمین پبلشرز پاکستان، کراچی
سال طبع	:	۲۰۰۰ء
ایڈیشن	:	اول
مطبع	:	پرائما پرنٹرز، کراچی
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۱۰۰ روپے
کمپوزنگ	:	ولایت علی آغا
		وقار گرافکس اینڈ لیزر کمپوزنگ
		A-1، گلیکسی گارڈن، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی
		فون: 7227650،8141362، فیکس: 7228012
ملنے کا پتا	:	علی بک ڈپو، عباس ٹاؤن، گلشن اقبال، کراچی
		پوسٹ بکس: ۱۷۸۴۸، پوسٹ کوڈ: ۷۵۳۰۰

E-mail : alharamain@pienet.net

فہرست کتاب

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
۱)	عرض ناشر	۱۰
۲)	حرفِ چند	۱۳
۳)	مقدمہ	۱۴
۴)	قرآن میں غوروفکر	۱۶
۵)	جب تک خاموش نہ ہو تلاوت نہیں کروں گا	۱۷
۶)	آیت کو غوروفکر کے ساتھ پڑھنا	۱۸
۷)	افسوس ہے اس قاری پر جو آیاتِ الٰہی پر غور نہیں کرتا	۱۸
۸)	قرآن اور عمل	۲۰
۹)	قرآن پر عمل کرنے کے نتائج	۲۱
۱۰)	قرآن پڑھتے ہو مگر عمل نہیں کرتے	۲۲
۱۱)	قرآن پر واقعی ایمان	۲۴
۱۲)	قرآن کے وعدہ پر یقین	۲۴
۱۳)	تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں	۲۶
۱۴)	قرآن کا دفاع	۲۷
۱۵)	قرآن اور ولایت کی راہ کے شہید	۲۸
۱۶)	قرآن کے حفاظ کی شہادت	۳۰
۱۷)	قرآن کے معلمین کی شہادت	۳۱

۱۸) قرآن کا معجزانہ حفظ	۳۳
۱۹) امام رضاؑ کے حرم میں حافظ قرآن بن گیا	۳۴
۲۰) کربلائی کاظم موجودہ دور کا معجزہ	۳۴
۲۱) کربلائی کاظم کے لیے علمائے دین اور مجتہدین کی آراء	۳۶
۲۲) کربلائی کاظم بولنے والا کشف الآیات	۳۹
۲۳) کربلائی کاظم کا انٹرویو	۳۹
۲۴) کربلائی کاظم صحافیوں کے سامنے	۴۰
۲۵) کسی بھی سورۃ کے الفاظ تک کو جانتے تھے	۴۱
۲۶) میں نے سینکڑوں دفعہ کربلائی کاظم کو آزمایا	۴۲
۲۷) خدا کا کلام نور ہے	۴۳
۲۸) قرآن کے تمام خط ان کے لیے برابر ہیں	۴۴
۲۹) کربلائی کاظم قرآن کے عدم تحریف کی سند	۴۶
۳۰) کربلائی کاظم کا اصلی واقعہ	۴۹
۳۱) قرآن کی آواز	۵۵
۳۲) کس کی آواز خوبصورت ہے	۵۵
۳۳) حضرت امام سجادؑ کی خوبصورت آواز	۵۶
۳۴) گلستان سے ایک واقعہ	۵۷
۳۵) حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی محزون آواز	۵۷
۳۶) لوگ امام کی خوبصورت آواز کی تاب نہیں رکھتے تھے	۵۸
۳۷) قرآن کی ایک خاص لذت اور مٹھاس	۵۹

۳۸) قرآن کو رسول اکرمؐ سے سننا	۶۰
۳۹) قرآن سے میٹھا کلام کہیں نہیں سنا	۶۱
۴۰) تفسیر قرآن کا تعجب انگیز واقعہ	۶۳
۴۱) قرآن سے مکمل آگاہی	۶۴
۴۲) میدان جنگ میں تفسیر قرآن	۶۵
۴۳) قرآن کے حقیقی مفسر	۶۶
۴۴) سید قطب کا ایک واقعہ	۶۷
۴۵) وزیر کا گریہ کرنا	۶۹
۴۶) اسلام کے بدترین دشمنوں کے دلوں میں قرآن کا نفوذ	۷۰
۴۷) پیغمبر اکرمؐ کے قرأت کی تاثیر	۷۱
۴۸) اس آیت نے مجھے رلا دیا	۷۲
۴۹) فضیل بن عیاض پر قرآن کی تاثیر	۷۳
۵۰) قرآن نے عرب فلسفی کو لرزا دیا	۷۵
۵۱) قریش کے سردار پر قرآن کی تاثیر	۷۵
۵۲) مسیحی وفد پر قرآن کی تاثیر	۷۶
۵۳) آیت کے نازل ہونے کے بعد گریہ	۷۸
۵۴) ایک نمونہ کا سامع قرآن	۸۰
۵۵) چند منتخب سورتیں	۸۱
۵۶) سورۂ کافرون میں آیت کی تکرار	۸۱
۵۷) سورہ زلزال کی کہانی	۸۲

۵۸) وہ سورۂ واقعہ پڑھتی ہیں	۸۳
۵۹) کون روزانہ قرآن ختم کرتا ہے	۸۴
۶۰) سورۂ توحید کے ساتھ محبت	۸۷
۶۱) منتخب آیتیں	۸۸
۶۲) قرآن کا قاری بخشا گیا	۸۹
۶۳) قرآن جو دریا میں گر گیا	۹۰
۶۴) یہ آیت سب کے لیے کافی ہے	۹۰
۶۵) تمام طب اس آیت میں جمع	۹۱
۶۶) جھنجھوڑنے والی آیت	۹۲
۶۷) سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت	۹۳
۶۸) قرآن کے تعجب انگیز واقعات	۹۴
۶۹) قاری کے منور چہرے نے سارے محاذ کو روشن کیا	۹۵
۷۰) قرآن سے ایک تعجب انگیز استخارہ	۹۹
۷۱) قرآن کا بات کرنا	۱۰۰
۷۲) قرآن کی مخالف تحریکیں	۱۰۲
۷۳) قرآن کی مخالفت سے ہاتھ اٹھایا	۱۰۵
۷۴) قرآن کے نزول پر شیطان کی ناامیدی	۱۰۷
۷۵) ایسے قاریوں کے لیے بھلائی نہیں	۱۰۸
۷۶) قرآن کی بے احترامی کا فوری جواب	۱۰۹
۷۷) ریاکار قاری	۱۱۰

۷۸) انبیا اور قرآن	۱۱۱
۷۹) اس آیت نے پیغمبرؐ کی حالت بدل دی	۱۱۱
۸۰) اس آیت کی تکرار رات سے صبح تک	۱۱۲
۸۱) سورۂ رحمٰن میں یوں جواب دیں	۱۱۳
۸۲) اس سورۃ نے مجھے بوڑھا کیا	۱۱۴
۸۳) قرآن پیغمبرؐ کا خلق	۱۱۵
۸۴) ائمہؑ اور قرآن	۱۱۷
۸۵) امامؑ کا سینہ خدا کی کتاب	۱۱۸
۸۶) قرآن کے دہرانے کی تاثیر	۱۱۹
۸۷) قرآن میں بہترین مخلوق کی خبر	۱۱۹
۸۸) امام رضاؑ کی تلاوت کے اسباق	۱۲۰
۸۹) ائمہؑ کی ولایت کے بغیر قرآن کی تلاوت	۱۲۲
۹۰) کیا تم نے قرآن پڑھا	۱۲۳
۹۱) حضرات معصومینؑ کے لیے قرآن ختم کرنا	۱۲۵
۹۲) کربلا امام حسینؑ کے تلاوت کی تجلی گاہ	۱۲۵
۹۳) آئندہ اس قرآن کو نہ دیکھ سکو گے	۱۲۶
۹۴) علما اور قرآن	۱۲۸
۹۵) اس آیت کو کبھی فراموش نہ کریں	۱۲۹
۹۶) نماز میں قرآن ختم کرنا	۱۲۹
۹۷) جواہرات سے سجایا ہوا قرآن	۱۳۳

۹۸) آیت اللہ بروجردی کی قرآن پر توجہ ۱۳۴

۹۹) امام خمینی اور قرآن ۱۳۵

۱۰۰) شہید مطہری اور قرآن ۱۳۵

۱۰۱) سورہ واقعہ کو قنوت میں پڑھنا ۱۳۶

۱۰۲) بچے اور قرآن ۱۳۸

۱۰۳) ظالم حاکم کے سامنے کمسن قاری ۱۳۸

۱۰۴) کمسن قاری کا ایک عظیم سبق ۱۴۰

۱۰۵) سلاطین اور قرآن ۱۴۲

۱۰۶) عرب کے بادشاہ کے تحفے میں قرآن ۱۴۳

۱۰۷) ڈر ہے کہ اس آیت کے مصداق نہ ہوں ۱۴۴

۱۰۸) حبشہ کے بادشاہ کے سامنے قرآن کی تلاوت ۱۴۵

English: In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.

Hindi: 'अल्लाह' के नाम से, जो अत्यन्त कृपाशील और दयावान है।

Chinese: 奉普慈特慈安拉之名。

Russian: Во имя Аллаха милостивого, милосердного!

French: Au nom de Dieu le Très Miséricordieux, le Tout Miséricordieux.

German: Im Namen Allahs, des Erbarmers, des Barmherzigen!

Bangla: করুণাময় কৃপানিধান আল্লাহর নামে।

Persian: بنام خدای بخشایندہ مہربان

Japanese

Urdu

Tamil

Burmese

Sinhalese

عرضِ ناشر

ادارے کی کتاب "واقعاتِ معصومین" سلسلہ واقعات کی اولین پیشکش تھی۔ اس سلسلے کی دوسری کتاب "واقعاتِ قرآن" پیشِ خدمت ہے اور واقعات سیریز کی آئندہ شائع کی جانے والی کتب "واقعاتِ کربلا"، "واقعاتِ انبیاء" اور "واقعاتِ مسجد" ہیں جو بالترتیب کمپوزنگ، ترجمہ اور تصحیح کے مراحل سے گزر رہی ہیں۔ تمام انسانی معاشروں میں قدیم الایام سے ہی واقعات اور کہانیوں کی طرف لگاؤ زیادہ رہا ہے اور آج بھی علم وصنعت کی بے پایاں وسعتوں کے باوجود اس لگاؤ یا رجحان میں کوئی کمی نہیں آئی۔ چونکہ واقعات اور کہانیوں کے ذریعے حقائق اور معارف کو قارئین کے ذہنوں میں پائیدار انداز میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے تربیت کے مرحلے میں ان واقعات اور داستانوں کا ایک خاص کردار رہا ہے۔

واقعات اور کہانیوں کے اسی مثبت پہلو کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کرتے ہوئے کہا: "لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"۔

"بے شک ان کے واقعات میں صاحبانِ عقل کے لیے عبرت ہے"۔

لیکن اہمیت اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پہلے یہ فیصلہ کریں کہ ہم کس قسم کے واقعات پڑھیں۔ یہ فیصلہ کرنے کے لیے ہمیں خوب احتیاط کرنی ہوگی، کیونکہ ہم جب بھی کوئی غذا کھاتے ہیں تو بڑی احتیاط سے تسلی کر کے کھاتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو بدن کے لیے غذا کھاتے وقت تو خوب تحقیق کرتے ہیں اور روح کی غذا کھاتے وقت پروا نہیں

کرتے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ہم ہر لکھنے والے اور ہر کتاب پر بھروسہ کریں؟ یہ ناممکن ہے کیونکہ کسی شخص کا مطالعہ کرنا گویا اپنی روح کے لیے غذا فراہم کرنا ہے۔ اس لیے روح کی غذا کے لیے بھی بڑی احتیاط برتنی چاہیے۔

یہ بات اکثر سننے اور دیکھنے میں آتی ہے کہ ایک شخص ایک اچھی کتاب کے پڑھنے کی وجہ سے سعادت مند بن گیا اور اسی طرح ایک شخص کی ذہنیت کسی نامناسب کتاب کے پڑھنے کی وجہ سے مجرمانہ بن گئی۔ دوسرے الفاظ میں پڑھنے کے لیے کتاب کا انتخاب ہی کسی کی ذہنیت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ اچھا اور صحت مند ذہن، اچھی اور مفید کتب کے حصول کے درپے رہتا ہے۔

ہم اس کتاب میں آپ کے لیے خدا کے کلام قرآن کے بارے میں پیش آنے والے واقعات پیش کر رہے ہیں اور ہم بڑے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد ناممکن ہے کہ ایک شخص کا ایمان یقین میں بدل نہ جائے اور وہ اس عظیم آسمانی کتاب کی حقانیت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے۔ ہمیں امید ہے کہ واقعاتِ معصومینؑ کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کے لیے بے حد مفید قرار پائے گی۔ ہم قرآن کی بارگاہ میں اس ادنیٰ سی خدمت کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے قرآن کی شفاعت کے امیدوار ہیں۔

الحرمین پبلشرز پاکستان کراچی کی شروع ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ معاشرے میں قرآنی ثقافت رواج پا سکے اور اس کے لیے کوئی موثر قدم اٹھایا جائے اور اسی کوشش کے ثمرہ میں آج تک ''احادیث قرآن'' اور ''فضائل

قرآن'' طبع ہو چکی ہیں اور ''واقعاتِ قرآن'' پیش خدمت ہے جبکہ اس سلسلے کی کتابیں ''آدابِ تلاوتِ قرآن''، ''عصرِ حاضر کا معجزہ'' (قرآنی گھرانہ)، ''خود آموز ناظرہ قرآن'' اور ''عالم اسلام کے عظیم قرا'' طباعت کے لیے اپنی باری کا انتظار کر رہی ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین سے توقع رکھتا ہے کہ قرآنی ثقافت کو رواج دیے کے اس مقدس مذہبی ہدف کو پورا کرنے کے لیے اپنا حصہ ادا کریں۔ خود کتابیں پڑھیں اور دوسروں کو ترغیب دیں۔ کتابیں خریدیں اور احباب کو تحفہ میں دیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کام میں قارئین کا تعاون خداوند عالم کے حضور مقبول ہو گا اور قرآنی ثقافت کی ترویج میں حصہ دار قرار پائیں گے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

مدیر ادارہ

سید ذوالفقار علی زیدی

حرفِ چند

قرآن پاک کے حوالے سے بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت کچھ لکھا جارہا ہے لیکن اس کتاب میں واقعات اور کہانیوں کے انداز کو اپناتے ہوئے قارئین کی توجہ بہت سی قرآنی حقیقتوں کی جانب مبذول کرانے کی کوشش کی گئی ہے جس کی بنا پر کلام میں حسن و خوبی اور جاذبیت پیدا ہو گئی ہے۔

یہ کتاب معاشرے کے تمام افراد کے لیے قرآنی ذوق میں اضافے کا سبب ہے لیکن خاص کر ننھے قارئین جو ہمارا کل ہیں ان کو دورِ حاضر میں قرآنی واقعات کے ذریعے قرآن سے انس، رغبت اور عمل کی طرف راغب کرنے میں موثر ثابت ہو گی اور جملہ قارئین اس کتاب کے مطالعے سے اپنے اندر فکری اور معنوی لحاظ سے بہتری محسوس کریں گے اور عملی زندگی میں قرآن کے حوالے سے مثبت تبدیلی آئے گی۔

غیبت کبریٰ میں الحرمین پبلشرز پاکستان کراچی معاشرے میں قرآنی ثقافت کی ترویج کے لیے جس طرح اپنا کردار ادا کر رہا ہے وہ لائق ستائش ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ پروردگار ادارے کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اس واقعات سیریز کے حوالے "واقعاتِ معصومینؑ" اور "واقعات قرآن" کے بعد اس سلسلے کی آئندہ شائع کی جانے والی کتب "واقعاتِ کربلا"، "واقعاتِ مسجد"، "واقعاتِ انبیاء"، "واقعاتِ نماز" اور "واقعاتِ علماء" جلد از جلد قارئین کے ہاتھوں میں آسکیں گی۔

والسلام

سیدہ تسنیم فاطمہ

پرنسپل مدرسہ مولائے کائنات

انچولی بلاک ۲۰، کراچی

مقدمہ

قرآن کریم ہمیشہ سے مسلمانوں کے لیے چراغِ ہدایت اور تمام اسلامی تحریکوں کا سرچشمہ رہا ہے اور اسلامی جمہوریہ ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد زندگی کے ہر شعبے پر سایہ فگن ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی اعلیٰ اللہ مقامہ کے ارشادات اور رہبر معظم کی خصوصی تائید نے اس الٰہی دستر خوان کی طرف مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ متوجہ کیا ہے اور قرآنی معارف کے عشاق اپنے دل و جان کو اس سے بہرہ مند کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم کے بڑے بڑے مراکز وجود میں آئے، جہاں بڑے بڑے اجتماعات میں قرآن کی تدریس و تعلیم کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور ارباب قلم کے ذریعے کتابی شکل میں بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کتابوں میں سے ایک کتاب خود قرآن کریم سے متعلق واقعات کا مجموعہ ہے جو مختلف موضوعات کے ذیل میں ہے اور اس مجموعے کو فاضل مولف حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محمد رضا اکبری نے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کی خصوصیات کچھ یوں ہیں:

☆ اٹھارہ فصلوں میں مشتمل ۴۰۰ واقعات کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر واقعے کی اپنی ایک جاذبیت ہے اور قاری کے لیے اس میں ایک پیغام ہے۔

☆ تمام واقعات مستند اور واقعی ہیں اور ان کا زمانہ صدر اسلام کے زمانے سے لے کر عصر حاضر تک ہے۔

☆ ہر واقعہ تعلیمی اور تربیتی نکات اور عبرت کا حامل ہے۔

☆ تمام واقعات کو سلیس اور رواں عبارت میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ نوجوانوں کے لیے مفید ہے۔

کتاب "واقعاتِ قرآن" کا مطالعہ قرآن سے عشق و ایمان میں اضافے کا سبب بنے گا اور اس کتاب سے قرآنی مقابلوں اور تعلیم و تدریس کے مراحل میں مدد لی جا سکتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

افضل الذکر القرآن ، به تشرح الصدور و تستنیر السرائر.

افضل ترین ذکر قرآن ہے۔ اس کے ذریعے سینے کھل جاتے ہیں اور ان کے اندر نور آجاتا ہے۔

(فضائل قرآن، ص ۱۰، طبع الحرمین پبلشرز)

خداوند عالم سے دعا ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ معارف قرآن کی ترویج کی توفیق دے اور ہمارے دلوں کو قرآن کے نور سے منور کر دے۔

آمین یا رب العالمین

(مترجم)

قرآن میں غور و فکر

﴿۱﴾

توریت میں لکھا ہے کہ خداوندِ عالم اپنے بندے سے فرماتا ہے، ”اے میرے بندے! تم میرے سامنے حیا کیوں نہیں کرتے؟ جب تمھارے پاس تمھارے کسی دوست کا خط آتا ہے تو تم اسے پڑھوانے کے لیے لوگوں کی تلاش میں سڑکوں پر نکل پڑتے ہو یا کسی کنارے بیٹھ کر اسے پڑھتے ہو اور حرف حرف پر غور کرتے ہو۔

میں نے بھی تمہیں اپنا خط بھیج دیا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم جان لو کہ میں نے تمھارے لیے کیا لکھا ہے اور اس پر غور و فکر کرنے کے لیے کس قدر تاکید کی ہے، مگر تم ہو کہ اس سے روگردانی کیے جا رہے ہو۔ اے میرے بندے! کیا میری حیثیت تمھارے اس دوست سے بھی کمتر ہے جس نے تمہیں خط لکھا تھا۔

جب تمھارا کوئی دوست تمھارے پاس آتا ہے تو تم سراپا توجہ بن کر اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہو۔ اس کی باتیں دل و جان سے سنتے ہو اور اگر اس دوران کوئی تمھارے درمیان مخل ہوتا ہے تو اسے اشارہ کر کے روک دیتے ہو۔ لیکن جب میں تمھارے سامنے آکر گفتگو کرنے لگتا ہوں تو تم دل سے متوجہ نہیں ہوتے۔ اس طرح مجھے اپنے اس دوست سے کمتر قرار دے رہے ہو۔

(المحجۃ البیضاء، ج۲، ص۲۱۹)

﴿۲﴾

جب تک خاموش نہ ہو تلاوت نہیں کروں گا

اصفہان کے علما میں سے ایک نے کہا ہے کہ ایک دفعہ حج کے لیے ہم مکہ معظمہ گئے تھے۔ اس سفر میں ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اس دوران ہم نے ایک معروف قاری کو قرآن کی تلاوت کرنے کے لیے بلایا۔ قرآن خوانی کی مجلس میں قاری آکر بیٹھ گیا، مگر قرآن نہیں پڑھا۔ ہم نے کہا، آپ قرآن پڑھیں تو اس نے جواب دیا، جب تک آپ باتیں کرنے میں مشغول ہیں اور خاموش نہیں ہو جاتے میں قرآن نہیں پڑھوں گا۔ ہم سب خاموش ہو گئے مگر اس نے قرآن پڑھنا شروع نہیں کیا۔ ہم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ اب قرآن پڑھو۔ اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے بیٹھنے کا انداز قرآن کی تلاوت کے لیے مناسب نہیں۔ یہ سن کر ہم سب دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے اور کہا اب تو پڑھو۔ اس نے کہا نہیں مجلس اب بھی قرآن پڑھنے کے قابل نہیں کیونکہ جب تک لوگوں کے ہاتھوں میں چائے اور سگریٹ موجود ہے میں قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ ہم نے چائے اور سگریٹ ختم کی تو قاری آگے بڑھا اور اس آیت کی تلاوت کی:

و اذا قرئ القران فاستمعوا له و انصتو لعلکم ترحمون ......

جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو خاموش سنتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(جہاد بالنفس، ج ۱، ص ۳۴۳)

﴿۳﴾

آیت کو غور و فکر کے ساتھ پڑھنا

ابراہیم بن عباس کہتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام تین دن میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور فرماتے تھے میں تین دن سے پہلے بھی قرآن ختم کر سکتا ہوں، مگر ابھی تک کوئی آیت ایسی نہیں پڑھی ہے جس پر پہنچ کر اس کے بارے میں غور و فکر نہ کیا ہو۔ اس کے نزول کے وقت اور شانِ نزول کے بارے میں بھی غور و فکر کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن کو ختم کرنے میں تین دن لگتے ہیں۔

(بحار الانوار، جلد ۹۲، ص ۲۰۴)

﴿۴﴾

افسوس ہے اس قاری پر جو آیاتِ الٰہی پر غور و فکر نہیں کرتا

عبداللہ بن عمر نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ نے پیغمبر اکرمؐ سے عجیب چیز کیا دیکھی؟ جواب دیا، حضور اکرمؐ کے تمام کام تعجب انگیز تھے۔ ایک دفعہ حضور اکرمؐ میرے پاس آئے اور رات کو بستر پر سوئے۔ معمولی سا بھی آرام نہیں کیا تھا کہ اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران اس قدر روئے کہ آپ کا لباس آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ اس کے بعد آپ بیٹھ گئے اور اس قدر روئے

کہ گویا آنسوؤں کی نہر جاری ہو۔اس کے بعد سجدہ کیا اور اس قدر روئے کہ سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اسی حالت میں آپؐ نے صبح کی۔

صبح کے وقت بلالؓ نے آکر نماز کے لیے بلانا چاہا مگر آپ کو روتے دیکھ کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ کیوں گریہ فرمارہے ہیں؟ خداوند عالم نے آپؐ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا "افلا اکون عبداً شکوراً" کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ میں کیسے گریہ نہ کروں کہ خداوند عالم نے یہ آیات نازل کی ہیں اور آپ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۰ سے ۱۹۴ تک کی تلاوت کی "ویل لمن قراھا ولم یتفکر فیھا" خرابی ہے اس کے لیے جو ان آیات کو پڑھے اور ان پر غور و فکر نہ کرے۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی، جلد ۴، ص ۲۸۴)

قرآن اور عمل

﴿۵﴾

عباسی خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ کے پاس ایک قیمتی قرآن مجید تھا جس کی تزئین وآرائش میں بہت سارے جواہر استعمال کیے گئے تھے اور یہ قرآن زبیدہ کو بہت ہی محبوب تھا۔ ایک دن اسی قرآن سے تلاوت کر رہی تھی تو اس آیت پر پہنچی :

لن تنالو البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون.

تم نیکوکاری تک نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ تم وہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرو جو تمہیں محبوب تر ہو۔

اس آیت کے پڑھتے ہی اس نے سوچنا شروع کیا اور اپنے آپ سے کہا کہ میرے لیے تو اس قرآن سے بڑھ کر اور کوئی چیز محبوب نہیں اس لیے چاہیے کہ میں اسی کو اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔ کسی کو جوہری کے پاس بھیجا اور اسے بلا کر جتنے بھی جواہرات جو اس قرآن کی تزئین میں استعمال ہوئے تھے ان کو فروخت کیا اور اس کی رقم سے حجاز کے ایک صحرا میں رہنے والے لوگوں کے لیے پانی کا بندوبست کیا اور ایک نہر کھدوائی۔ کہا جاتا ہے کہ آج بھی اس کے کھنڈرات اور آثار پائے جاتے ہیں جو خود اسی کے نام کے ساتھ یعنی "نہر زبیدہ" سے مشہور ہے۔

(تفسیر نمونہ، ج ۳، ص ۴)

۶

قرآن پر عمل کرنے کے نتائج

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ کل قیامت کے دن قرآن ایک انسان کی مانند مجسم ہو کر موجود ہوگا۔ اس دوران ایک ایسے شخص کو حاضر کیا جائے گا جس نے قرآن کے واجبات کو ضائع کیا تھا اور اس کی حدود کی خلاف ورزی کی تھی اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کی تھی اور نافرمانی کا ارتکاب کیا تھا۔ قرآن ہر اس شخص کا دشمن بن جائے گا اور کہے گا: میرے پروردگار! تو نے مجھے کس قدر برے آدمی کے حوالے کیا تھا کہ اس نے میرے حدود سے تجاوز کیا، میرے واجبات کو ضائع کیا، میری اطاعت کو ترک کیا اور میری نافرمانی کا ارتکاب کیا۔ اس طرح وہ اپنی شکایت جس کے خلاف کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اس آدمی کے ساتھ تم خود جو بھی سلوک چاہو کرو تو قرآن اسے پکڑ کر کشاں کشاں لے جائے گا اور اوندھے منھ جہنم میں جھونک دے گا۔

اس کے بعد ایک اور شخص حاضر کیا جائے گا جس نے قرآن کے حدود کی پاسداری کی ہے، اس کے واجبات ادا کیے اور ہر وقت اس کی اطاعت میں سر تسلیم خم کیے رہا اور قرآن کی نافرمانی سے دور رہا۔ قرآن ایسے شخص کی طرف داری اور تائید کرے گا اور خداوند عالم کے حضور شفاعت کرتے ہوئے کہے گا: میرے پروردگار! تو نے مجھے کیا ہی اچھے آدمی کے حوالے کیا تھا۔ اس نے میری حدود کی رعایت رکھی۔ میرے واجبات پر عمل کیا، میری اطاعت کی اور نافرمانی سے دور

رہا۔ قرآن کی باتیں جاری ہوں گی۔ یہاں تک کہ اسے حکم ملے گا کہ اس آدمی کا اختیار بھی تیرے سپرد کیا جاتا ہے۔ تجھے اختیار حاصل ہے کہ اس کے ساتھ جو سلوک چاہے کر۔ یہ سن کر قرآن اس آدمی کو بہشت کا ریشمی لباس پہنائے گا اور اس کے سر پر تاج سلطنت رکھے گا اور اسے ہمیشہ باقی رکھنے والا آب حیات پلائے گا۔

(مستدرک الوسائل، ج ۴، ص ۲۵۳، حدیث ۱۳)

﴿۷﴾

قرآن پڑھتے ہو مگر عمل نہیں کرتے

ایک دن ابراہیم بن ادھم بصرہ کے بازار سے گزر رہے تھے کہ لوگ ان کے گرد جمع ہو کر کہنے لگے، اے ابراہیم خداوند عالم نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے:

"ادعونی استجب لکم" تم مجھ سے دعا مانگو میں تمھارے دعا کو قبول کروں گا۔ مگر ہم دعائیں مانگتے ہیں تو قبول نہیں ہوتیں۔

ابراہیم بن ادھم نے کہا، اے بصرہ والو! اس کی وجہ یہ ہے کہ تمھارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) خدا کو پہچانتے ہو مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

(۲) قرآن کو پڑھتے ہو، مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

(۳) رسول خداؐ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہو، مگر ان کی آل سے دشمنی رکھتے ہو۔

(۴) شیطان سے دشمنی کے دعویدار ہو، مگر اپنے عمل میں اس کی موافقت کرتے ہو۔

(۵) تم کہتے ہو کہ بہشت ہمیں پسند ہے مگر اس کے پاس پہنچنے کے کام نہیں کرتے۔

(۶) جہنم سے ڈرتے ہو مگر اس سے بچنے کا سامان فراہم نہیں کرتے۔

(۷) اپنے عیوب سے غافل ہو کر دوسروں کے عیوب تلاش کرنے میں لگے رہتے ہو۔

(۸) دنیا سے بیزاری کے دعویدار ہو مگر اسی کے جمع کرنے میں لگے ہو۔

(۹) موت کا عقیدہ رکھتے ہو قیامت پر ایمان رکھتے ہو مگر اپنے آپ کو ان کے لیے تیار نہیں رکھتے۔

(۱۰) اپنے مرنے والوں کو دفن کرتے ہو مگر ان کی موت سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

(روضات الجنات لفظ ابراہیم)

قرآن پر واقعی ایمان

﴿۸﴾

عبدالواحد بن زید کہتا ہے کہ ایک دفعہ ہم کسی جہاد کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ ہمارے درمیان ایک شخص نے قرآن کی تلاوت کی اور یہ آیت پڑھی" ان اللّٰہ الشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنة" بے شک خداوند عالم نے مومنین کی جانوں اور اموال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

اس آیت کی تلاوت سن کر ایک نوجوان اٹھ کر کہنے لگا"قد بعت نفسی و مالی لللّٰہ بان لی الجنة" میں نے اپنی مال اور جان کو بہشت کے بدلے خدا کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس کے بعد ہم چلے گئے اور روم پہنچ گئے۔ وہ نوجوان میدان جنگ میں کود پڑا اور شدید جنگ کرنے کے بعد شہادت پالی۔

(نزھۃ المجالس، ج ۱، ص ۱۹۲)

﴿۹﴾

قرآن کے وعدہ پر یقین

اصمعی کہتا ہے ایک دفعہ میں بصرہ سے نکلا تو راستے میں ایک خانہ بدوش کو دیکھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، تم کون ہو؟ میں نے کہا، قبیلہ اصمعی کا ایک فرد

ہوں۔ پوچھا، کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا، وہاں سے جہاں کلام خدا پڑھا جاتا ہے۔ اس نے کہا، اللہ کا کلام کچھ میرے لیے بھی پڑھو۔ میں نے سورہ ذاریات پڑھنی شروع کی اور اس آیت تک پہنچا" وفی السمآء رزقکم" تمھارا رزق آسمان میں ہے۔ یہ آیت سن کر کہنے لگا کہ بس یہ کافی ہے۔ یہ کہہ کر اٹھا اور اونٹ کو نحر کر کے آنے جانے والوں کو کھلانے لگا اور ساتھ ہی اپنے تیر و کمان کو توڑ ڈالا۔

اس کے بعد میں ایک دفعہ ہارون رشید کے ہمراہ مناسک کی بجاآوری کے لیے مکہ گیا تو طواف کے دوران کسی نے مجھے آواز دی۔ میں نے دیکھا تو وہی خانہ بدوش عرب تھا جس کے لیے میں نے قرآن پڑھا تھا اور جس نے اونٹ قربان کر دیا تھا، مگر آج اس کا رنگ زرد اور خود نحیف تھا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ وہی سورہ اس کے لیے پڑھوں۔

میں نے سورہ ذاریات پڑھی اور آیت" وفی السمآء رزقکم "پر پہنچا تو اس نے ایک چیخ ماری اور کہا میرے پرودگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا ہمیں بخوبی مل چکا ہے۔ اس کے بعد کہا، کیا اس کے بعد بھی کوئی آیت ہے۔ میں نے بعد والی آیت پڑھی" فو رب السمآء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون" زمین و آسمان کے پروردگار کی قسم یہ ایسا ہی سچ ہے کہ گویا تم بات کرتے ہو (تو اپنی بات کرنے میں شک نہیں کرتے)۔

اس شخص نے ایک اور چیخ ماری اور کہا، تعجب ہے کس نے خدائے بزرگ کو غصہ دلایا ہے کہ قسم کھا کر کہا ہے۔ کیا ان لوگوں نے خدا کی بات کا یقین نہیں کیا ہے کہ اسے قسم کھانا پڑی۔ اس شخص نے اس جملے کو تین بار دھرایا اور زمین پر گر

کر جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

(تفسیر کشاف ، ج ۳، ص ۳۰۰)

﴿ ۱۰ ﴾

تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں

حضرت آیت اللہ اراکی نے فرمایا کہ آیت اللہ عبد الکریم حوزہ علمیہ قم کے بانی نے فرمایا کہ ایک دن میں شیخ جعفر شوستری کے درس میں منبر کے پائے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے اپنی گفتگو کے دوران اچانک کہا کہ میں آج تم لوگوں کا امتحان کرنا چاہتا ہوں کہ تم لوگ اہلِ ایمان میں سے ہو یا نہیں کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا کہ " انما المومنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا" حقیقی مومن وہ لوگ ہیں جن کے سامنے ذکر الٰہی ہوتا ہے تو ان کے دلوں میں خوف طاری ہو جاتا ہے اور جب آیات الٰہی کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

اب میں چند آیات تم لوگوں کے سامنے پڑھوں گا جن کے اثر انداز ہونے اور نہ ہونے کا تمھیں پتہ چل جائے گا۔ جب انھوں نے یہ جملہ کہا تو میں ڈر گیا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ آیات پڑھی گئیں اور مجھ پر اثر انداز نہ ہوئیں تو کیا کروں گا؟ اس لیے اپنے حواس جمع کر کے بالکل متوجہ ہو کر سننے لگا اور انھوں نے چند آیات کی تلاوت کی۔ الحمد للہ میں نے محسوس کیا کہ آیات کی تلاوت نے مجھ پر اثر کیا۔

(نمونہ ہای تاثر نفوذ قرآن ، ۹)

قرآن کا دفاع

﴿۱۱﴾

جس وقت سورۂ رحمٰن حضور اکرمؐ پر نازل ہوئی تو آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس سورہ کو اکابرین قریش کے سامنے پڑھے؟ حاضرین خاموش رہے کیونکہ اکابرین قریش کی طرف سے ممکنہ پہنچنے والے آزار سے سب خوف کھاتے تھے۔ لیکن حضرت عبداللہ ابن مسعود اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ میں اس سورہ کو اکابرین قریش کے سامنے پڑھوں گا۔ ابنِ مسعود چھوٹے قد کے تھے اور جسمانی اعتبار سے کمزور اور نحیف تھے۔ جب آپ اکابرین قریش کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ کعبہ کے گرد جمع ہیں تو انھوں نے وہاں سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کی۔ اتنے میں ابو جہل نے اٹھ کر ان کے چہرے پر اس قدر زور سے طمانچہ مارا کہ ان کا کان پھٹ گیا اور خون جاری ہوا۔ عبداللہ ابن مسعود روتے ہوئے حضور اکرمؐ کی خدمت میں پہنچے جب حضور اکرمؐ نے ان کی اس حالت کو دیکھا تو آپؐ غمگین ہوئے اور سر جھکا کر غم والم میں ڈوب گئے۔

اتنے میں خداوند عالم کی طرف سے جبریلؑ امیں شاد و خنداں بڑی خوشحالی کے عالم میں نازل ہوئے۔ ان کی حالت دیکھ کر حضور اکرمؐ نے جبریلؑ سے پوچھا، اے جبریلؑ! یہ ہنسنے اور خوشی منانے کا کیا موقع ہے جبکہ عبداللہ ابن مسعود زخمی ہے اور رو رہا ہے۔ جبریلؑ نے جواب دیا، آپ بہت جلد اس کی وجہ جان لیں گے۔

یہ واقعہ گزر گیا اور اس کے چند دنوں بعد جنگ بدر واقع ہوئی جس میں

مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی اور ابن مسعود کا فر مقتولین کی لاشوں سے پاس سے گزر رہے تھے کہ ابو جہل پر نظر پڑی جو زخمی حالت میں آخری سانس گن رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ابن مسعود ابو جہل کے سینے پر چڑھا۔ ابو جہل نے یہ دیکھ کر کہا، اے حقیر گڈریے! تم بہت بلند مقام پر کھڑے ہو۔ یہ سن کر ابن مسعود نے کہا "الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیه" اسلام خود بلند ہے۔ اسلام سے بلند کوئی چیز نہیں۔ یہ سن کر ابو جہل نے کہا، اپنے دوست محمدؐ سے کہنا میری زندگی میں ان سے بڑھ کر اور کوئی قابل نفرت شخص نہیں تھا اور اب میری موت کے وقت بھی وہ قابل نفرت ہیں۔

جب یہ جملے پیغمبر اکرمؐ نے سنے تو فرمایا "میرے زمانے کا فرعون موسیٰ کے زمانے کے فرعون سے بدتر تھا، کیونکہ موسیٰ کے فرعون نے کم از کم زندگی کے آخری لمحات میں تو کہا تھا کہ میں ایمان لے آیا، مگر یہ فرعون اپنے آخری لمحات میں بھی سرکشی پر قائم ہے"۔ ابو جہل نے ایک تلوار دکھا کر کہا کہ میرا سر اس تلوار سے کاٹنا کیونکہ یہ زیادہ تیز ہے۔ ابن مسعود نے اس کا سر کاٹ کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

(وسائل الشیعہ، ج ۷، ۱۶۹، ۳)

﴿۱۲﴾

قرآن اور ولایت کی راہ کے شہید

حضرت علی امیر المومنینؑ نے فتنہ گروں کے ساتھ جنگ جمل لڑی اور آپ کے سپاہی بصرہ میں دشمنوں کے مقابل ہوئے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے

اتمام حجت کرتے ہوئے قرآن کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا، ”کون ہے جو اس قرآن کو لے کر دشمن کے سامنے جائے اور اس کی طرف ان لوگوں کو دعوت دے“۔ یہ سن کر ایک جواں مرد مومن جس کا نام مسلم مجاشعی تھا اٹھ کر کہنے لگا، ”اے امیر المومنینؑ میں اسے لے کر جاؤں گا“۔

حضرت علی امیر المومنینؑ نے فرمایا، ”اے نوجوان! جان لو کہ اگر تم قرآن کو دائیں ہاتھ میں لوگے تو اس کو قطع کیا جائے گا جب اسے بائیں ہاتھ میں لوگے تو اسے بھی قطع کریں گے اور جس وقت اپنے شانے اور سینے کے ذریعے اسے سنبھالنے کی کوشش کروگے تو تمھارے پورے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کریں گے“۔ یہ نوجوان امیر المومنینؑ سے یہ باتیں سن کر واپس جا بیٹھا اور کہا، ”اے امیر المومنینؑ میں اس کی تاب نہیں رکھتا“۔

یہ دیکھ کر امیر المومنینؑ نے دوبارہ آواز دی، ”لوگو! کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو یہ قرآن مجھ سے لے کر اس قوم کو اس کے احکام کی طرف دعوت دے“؟

اس نوجوان کی دینی حمیت نے اسے خاموش نہیں رہنے دیا۔ وہ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا، ”مولا! ان تمام مصائب کے باوجود جسے آپؑ نے بیان کیا ہے میں اس کام کے لیے آمادہ ہوں“۔

امیر المومنینؑ نے دوبارہ وہی باتیں دہرائیں تو مسلم مجاشعی نے کہا، ”اللہ کی راہ میں یہ بہت ہی ناچیز ہیں“۔ ساتھ ہی اس نے مولا سے قرآن لیا اور بصرہ کی فوج کے سامنے کھڑے ہو کر بہت اونچی آواز میں کہا، ”لوگو! خدا کا یہ کلام ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس سے کام لو اور اپنے آپ کو اس کے

احکامات کو بجا لانے کا پابند کرو"۔

سپاہِ بصرہ میں سے ایک فوجی تلوار لے کر آگے بڑھا اور مسلم مجاشعی کے اسی ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے قرآن پکڑ رکھا تھا۔ اس نے قرآن کو بائیں ہاتھ سے پکڑا، مگر فوجیوں نے اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنے سینے اور شانے کے ذریعے قرآن کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے تمام فوج نے اس پر بلہ بول دیا اور اپنی تلواروں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور اس بہادر نے شہادت پائی۔

(ناسخ التواریخ، ج ۱، ص ۱۳۹)

﴿۱۳﴾

قرآن کے حفاظ کی شہادت

اسلام کے جید علما میں سے ۴۰ افراد کو جو حافظ قرآن بھی تھے "منذر" کی سربراہی میں نجد کے علاقے کی طرف پیغمبر اکرمؐ نے بھیجا کہ وہ عامر بن طفیل کو جو نجد کے رئیسوں میں سے ایک تھے آپؐ کا خط پہنچائیں۔ یہ لوگ چلے گئے اور "بئر معونہ" میں قیام کیا اور مسلمانوں میں سے ایک کو مامور کیا گیا کہ رسول اکرمؐ کا خط عامر کو پہنچادے۔

خط عامر کو پہنچادیا گیا۔ صرف یہ نہیں کہ عامر نے حضور اکرمؐ کا خط نہیں پڑھا بلکہ نامہ رساں کو قتل کر دیا۔ ساتھ ہی عشائر اور مختلف قبائل کو مدد کے لیے بلایا۔ قبائل کے افراد آئے اور تبلیغی سپاہ کا محاصرہ کیا۔

اسلام کے یہ تبلیغی سپاہی نہ صرف یہ کہ وہ اچھے مبلغ تھے ساتھ ہی بہادر اور جنگجو بھی تھے۔ لہذا انھوں نے قبائل کی فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور اپنے آپ کو ان کی قید میں دینے کو عار سمجھا جائے اس کے ہتھیار اٹھائے اور ایک خونی جنگ واقع ہوئی جس میں تمام حافظین قرآن نے شہادت پائی۔ صرف کعب بن زید زخمی ہو کر مدینے پہنچے اور واقعے کی اطلاع دی۔

(فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۵۰۲)

نتیجہ: دوستو! جس قرآن کو ہم اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہیں، پیغمبر اکرمؐ اور آپ کے جاں نثاروں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ ہمیں ہر وقت یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان کا فریضہ کیا ہے؟

﴿۱۴﴾

قرآن کے معلمین کی شہادت

ایک دفعہ عرب کے چند قبائل جو مدینے کے اطراف میں رہتے تھے۔ انہوں نے ایک سازش کے تحت آکر حضور اکرمؐ سے کہا، "اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے دل اسلام کی طرف راغب ہیں اور ہمارا ماحول بھی اسلام کو قبول کرنے کے لیے سازگار ہے۔ اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ اپنے اصحاب میں سے چند کو ہماری طرف تبلیغ کے لیے بھیج دیں تاکہ وہ آکر ہمیں قرآن سکھائیں اور حلال و حرام سے آگاہ کریں۔

دراصل یہ لوگ اسلام کی طاقت کو گھٹانے اور مسلمانوں سے انتقام لینا

چاہتے تھے۔ حضور اکرمؐ نے ان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے یہ فریضہ جانا کہ ان کی تعلیم اور حلال و حرام سکھانے کے لیے کسی کو بھیج دیں۔ اس بنا پر آپ نے "مرشد" کی سربراہی میں مبلغین کا ایک گروہ ان علاقوں کی طرف بھیج دیا۔

مبلغین کا یہ گروہ قبائل کے نمائندوں کے ساتھ مدینے سے نکلا اور مسلمانوں کے زیر کنٹرول علاقے سے جب دور ہوئے اور "رجیع" نام کے علاقے پر پہنچے تو قبائل کے ان نمائندوں نے اپنی نیتوں کی خباثت کا اظہار کیا اور "بنی ہزیل" کی مدد سے کوشش کی کہ ان مبلغین کو گرفتار کرلیں اور وہیں ختم کردیں۔ مسلمان مبلغین کی حالت اس وقت صرف یہ تھی کہ اگر انھیں کوئی پناہ مل سکتی تھی تو صرف ان کی تلواروں کی تھی۔ قبائل کے مسلح افراد نے ان کو چاروں طرف سے گھیرا تھا۔ لہذا انھوں نے بھی اپنی تلواروں کو نیام سے نکالا اور اپنے دفاع کے لیے تیار ہوگئے۔ اگرچہ دشمنوں نے قسمیں کھا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ہم تمھیں صرف گرفتار کرکے اپنے قبائل کے سرداروں کے روبرو پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان سے کچھ رقم ہتھیا سکیں۔

مسلمان مبلغین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اکثر نے اس رائے سے اتفاق کیا کہ مقابلہ کریں اور ذلت کے ساتھ اپنے آپ کو ان کے حوالے نہ کریں۔ اس طرح سوائے تین افراد کے باقی تمام شہید ہوگئے اور تین افراد زخمی ہوکر گرفتار ہوئے، مگر بعد میں وہ بھی شہید ہوئے۔

(فروغ ابدیت، ج ۲، ص ۳۹۸)

قرآن کا معجزانہ حفظ

﴿۱۵﴾

''زاذان'' حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھا اور ایرانی تھا۔ سعد قفاف کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ زاذان بڑی غمناک اور خوبصورت آواز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا، تم اتنے خوبصورت انداز سے قرآن کی تلاوت کرتے ہو۔ اسے تم نے کہاں سے سیکھا؟

یہ سن کر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا، ایک دفعہ امیر المومنینؑ میرے قریب سے گزر رہے تھے کہ میں بہت خوبصورت آواز اور لہجے میں شعر گنگنا رہا تھا۔ آپؑ کو میری آواز پسند آئی۔ آپؑ نے فرمایا، اے زاذان قرآن کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا، جو کچھ نماز کے لیے واجب ہے اس سے زیادہ قرآن نہیں جانتا۔ یہ سن کر آپؑ میرے پاس آئے اور میرے کان میں کچھ کہا جو میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس کے بعد فرمایا منھ کھولو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی تو آپؑ نے اپنا لعاب دہن میرے منھ میں لگایا۔ اسی لمحے مجھے پورا قرآن حفظ ہو چکا تھا اور قرآن حفظ کرنے کے لیے کسی محنت و مشقت کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ سعد کہتا ہے کہ میں نے یہ واقعہ امام محمد باقرؑ کو سنایا تو فرمایا، زاذان سچ کہتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے زاذان کے لیے اسم اعظم کے ذریعے خدا سے دعا کی تو خدا نے دعا مستجاب کی۔

(سفینۃ البحار، ج۱، ص ۱۹۵)

﴿۱۶﴾

امام رضاؑ کے حرم میں حافظ قرآن بنا

ایک دفعہ مشہد میں دو ذاکر (روضہ خوان) مجھ سے ملاقات کے لیے آئے۔ ایک کا نام حاج شیخ جعفر دشتی اور دوسرے کا نام حاج سید حسن مومن زادہ تھا۔ ایک دوسرے سے شیر و شکر تھے۔ اب وفات پا چکے ہیں۔ (خدا ان پر رحمت کرے۔)

اسی ملاقات کے دوران آیت اللہ آقائے حاج شیخ جعفر نے مجھ سے کہا کہ میں حافظ قرآن ہوں جو حضرت امام رضاؑ کے حرم مطہر میں مجھے تفویض ہوا ہے۔ چونکہ میں حرم میں بھی روضہ خوانی کرتا ہوں۔ میں بڑا خوش ہوا اور انھیں مبارک باد دی۔

(انوار الملکوت، علامہ جہرانی، ج ۱، ص ۲۰۹)

﴿۱۷﴾

کربلائی کاظم موجودہ زمانے کا ایک معجزہ

کربلائی محمد کاظم کا قرآن حفظ کرنا الٰہی معجزات میں سے شمار ہوتا ہے جس کی تفصیلات مختلف کتابوں، اخبارات اور رسائل میں ذکر کی گئی ہیں۔ ہم یہاں پر ان میں سے جامع ترین کتاب کا خلاصہ بیان کر رہے ہیں جسے ادارہ "در راہ حق" نے "داستان کربلائی کاظم" کے نام سے شائع کیا ہے۔

کربلائی محمد کاظم تقریباً ۱۳۰۰ھ ق میں اراک کے ایک دیہات ساروق میں پیدا ہوئے جب پچاس سال کے ہوئے تو ان کی داستان ہر روز مشہور بلکہ مشہور تر ہوتی گئی۔ انھوں سال ۱۳۷۸ھ میں عاشورہ محرم کو وفات پائی۔

ان کی قبر آیۃ اللہ شیخ عبدالکریم حائری کے قبرستان میں واقع ہے جسے "قبرستان نو" کہتے ہیں ان کے بیٹے آقائے اسماعیل کریمی اور چند دوسرے مولویوں کی ہمت سے ان کی قبر نمایاں ہے اور قبر پر ایک کتبہ بھی ہے جس میں ان کے مختصر حالات لکھے ہوئے ہیں۔

جن لوگوں نے کربلائی کاظم کو دیکھا انھوں نے ان کی خصوصیات یوں بیان کی ہیں:

☆ اپنی سادگی میں مشہور تھے اور کسی بھی قسم کی بناوٹ سے پاک تھے اور اپنی آخر عمر تک دیہاتی قیافہ تھا۔

☆ قرآن کے علاوہ دوسرے مطالب کے یاد رکھنے میں بڑے کمزور تھے۔

☆ ان پڑھ تھے یہاں تک کہ اخبار تک نہیں پڑھ سکتے تھے مگر قرآنی آیات کو جہاں بھی ہوں پڑھ سکتے تھے۔

☆ باوجود اس کے کہ معجزانہ طور پر انھیں قرآن حفظ ہوا تھا وہ بھی سوائے حفظ قرآن کے اور کوئی دعویٰ نہیں کرتے تھے۔

☆ کسی بھی قسم کی دھوکہ دہی یا سوء استفادہ کیے جانے کا کوئی احتمال نہیں تھا۔

☆ اتنے عظیم الٰہی دین کے باوجود انھوں نے کبھی بھی کسی مادی فائدے کا نہیں سوچا اور نہ ہی کوئی مال و دولت جمع کی۔

کربلائی کاظم کے ذریعے واقع ہونے والے اس معجزے کے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں :

۱) قرآن مجید اور اسلام کی حقانیت کی دلیل

۲) الٰہی شرافت کا ایک نمونہ

۳) یہ امر پیغمبروں اور ائمہ کے معجزات و خارق العادۃ امور کی تائید کا ثبوت ہے۔

۴) عالم غیب سے رابطے کا ایک ثبوت

۵) قرآن کریم کے تحریف سے محفوظ رہنے کی ایک زندہ مثال۔

﴿۱۸﴾

کربلائی کاظم کے لئے علمائے دین اور مجتہدین کی آراء

☆ آیت اللہ العظمٰی میلانی :آیت اللہ العظمٰی میلانی مراجع شیعہ میں سے ایک ہیں۔ جب آپ سے کربلائی کاظم کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا"یم جلت اسماوۃ" .

میں نے ان کے ساتھ کربلا اور نجف اشرف میں کئی بار ملاقاتیں کی ہیں جبکہ بہت سارے اہل علم بھی ان ملاقاتوں میں موجود تھے۔ اسی طرح دوسرے طبقات زندگی کی نمائندگی کرنے والے بہت سارے افراد موجود تھے۔ مختلف

طریقوں اور ذرائع سے ان کے بارے میں تحقیق و جستجو کی گئی تو پتہ چلا کہ قرآن کریم اور اس کی آیات کے بارے میں ان کی معلومات معمول سے ہٹ کر تھیں اور صرف اور صرف الٰہی دین تھیں۔ ہر وہ شخص جو ان کے ساتھ میل جول رکھے گا وہ بہت جلد ان کی معمول کی عادات سے مطلع ہو سکتا ہے اور دوسرے تمام امور میں ان کے حافظے کا امتحان لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ کربلائی کاظم کی خصوصی مہارت اور معرفت قرآن مجید اور اس کی آیات کے بارے میں غیر معمولی حد تک ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی آدمی کا حافظہ جس قدر بھی تیز ہو اس کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اس قدر قرآنی معلومات پر حاوی ہو سکے۔ بہت کچھ تحقیقات اس بارے میں کی گئی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خدا جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے جو چاہتا ہے دیتا ہے۔ وہ جب چاہے عطا کرے اور وہ جب چاہے واپس لے لے۔ یہی اس کی قدرت ہے۔ تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔

(سالنامہ نور دانش، سال ۱۳۵۵ ش)

☆ آیت اللہ العظمیٰ بروجردی: جناب آقا میر خلیل سید نقوی تبریزی فرہنگیان ایک مدت تک قم میں مقیم رہے ہیں اور ایک مدت تک حوزہ علمیہ قم کے مؤسسات کے ساتھ ہمکاری کرتے رہے۔ انھوں نے کہا کہ مرحوم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بروجردی رضوان اللہ کو کسی آیت کے بارے میں شک تھا کہ اس میں "واو" ہے یا "فا" ہے۔ انھوں نے کربلائی کاظم سے اس کے بارے میں پوچھا اور ان کے بتائے ہوئے پر اعتماد کیا۔

(یک معجزہ آشکار، ص ۴۲)

☆ آیت اللہ العظمیٰ صدر: مرحوم آیت اللہ العظمیٰ حاج صدر الدین صدر امام موسیٰ صدر کے والد گرامی حوزۂ علیہ کے زعیم اور شیعوں کے عظیم مرجع تقلید تھے۔آپ قم میں مقیم تھے۔ایک دفعہ انہوں نے کربلائی کاظم کا امتحان لیا اور چند سوالات کیے۔انہوں نے جواب دیا۔خداوند عالم کے ہاں ان کا کونسا کام مورد قبول ہوا جو ان کی اس موہبت کا سبب قرار پایا، کیونکہ مجھے ہی دیکھو کہ کئی سالوں تک درس پڑھنے کے بعد اپنے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہوں اور اس فیض کا مستحق قرار نہیں پایا اور اس بوڑھے دیہاتی کو دیکھو جو اس موہبت کا حقدار قرار پایا اور حافظِ قرآن ہوا۔

(اعجاز ولایت، ص۱۹)

☆ آیت العظمیٰ خوانساری: مرحوم حاج آقای سید محمد تقی خوانساری جن کی قم میں نماز استسقاء پڑھنے کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا۔ شیعہ مراجع تقلید میں سے ایک تھے۔آپ نے ایک دن کربلائی کاظم کا امتحان لیا اور اس کے بعد پوچھا کیا تم قرآن کو آخر سے شروع کی طرف پڑھ سکتے ہیں۔انہوں نے کہا ہاں اور اسی وقت انہوں نے سورہ بقرہ کو آخر آیت سے شروع آیت تک پڑھا۔یہ دیکھ کر آیت اللہ خوانساریؒ نے فرمایا، یہ بڑے تعجب کی بات ہے مجھے قرآن پڑھتے ہوئے ساٹھ سال ہو چکے ہیں اور ابھی سورہ قل ھو اللہ کو جو ایک مختصر ترین سورہ ہے اور صرف چار آیات پر مشتمل ہے۔آخر سے اول کی طرف نہیں پڑھ سکتا۔لیکن آپ لوگوں نے دیکھا کہ اس عام دیہاتی نے پورے سورے کو جس کی ۲۸۶ آیتیں ہیں بغیر کسی رکاوٹ کے مسلسل پڑھا۔

(اعجاز ولایت، ص۲)

﴿۱۹﴾

کربلائی کاظم بولنے والا کشف الآیات

مرحوم آیت اللہ سید ھبۃ الدین شہرستانی جو کتاب "ھیئۃ والاسلام" کے مصنف بھی ہیں۔ عظیم شیعہ علما میں سے ایک ہیں، آپ نے بغداد و کاظمین میں کربلائی کاظم سے ملاقات کر کے آزمائش کی تو پتہ چلا کہ وہ صرف حافظ قرآن ہی نہیں بلکہ ایک بولنے والا کشف الآیات بھی ہیں۔ لہذا آپ انھیں اپنے ساتھ عراق لے گئے اور وہاں پر علما، حفاظ اور قرآئے قرآن کو جمع کر کے ان کا امتحان لیا گیا اور ان کی مہارت پر سب حیران رہ گئے اور اسے ایک غیر معمولی واقعہ قرار دیا۔

﴿۲۰﴾

کربلائی کاظم کا انٹرویو

عظیم مجاہد عالم آقائے حاج سید ابو القاسم کاشانی نے تمام اخباری نمائندوں اور صحافیوں کو بلا کر ایک پریس کانفرنس منعقد کی جس میں بہت سارے صحافیوں نے شرکت کی اور ان تمام نے اپنے مشاہدات کی اپنے اپنے اخبارات کو رپورٹ دی اور کربلائی کاظم کے حفظ قرآن کے معاملے کو اس زمانے کا معجزہ قرار دیا۔ اور اس کی رپورٹیں اس وقت کے اکثر اخبارات میں شائع ہوئیں۔

(یک معجزہ آشکار، ص ۲۸، چاپ دوم)

﴿۲۱﴾

کربلائی کاظم صحافیوں کے سامنے

ایک کتاب جس کا نام "سید مجتبیٰ نواب صفوی، اندیشہ ہا و مبارزات و شہادت او" میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔

"جس وقت شہید نواب صفوی نے اس بوڑھے پاک دل حافظ قرآن کا شہرہ اور چرچا سنا تو اس کے پیچھے آدمی بھیجا اور کمال عشق و محبت کے ساتھ اس کا استقبال کیا، جہاں بھی جاتے انھیں ساتھ لے جاتے اور انھیں اپنا ہمدم بنایا ہوا تھا۔ اپنی تمام مجالس و محافل میں انھیں خدا کی طرف سے ایک زندہ معجزہ کی حیثیت سے پہچنواتے تھے۔ انھیں منبر پر بٹھاتے اور معززین مجلس ان سے سوالات کرتے اور ان سے اس معجزے کے بارے میں استفسار کرتے تھے۔ تمام اخبارات کے رپورٹر اور بیرون ایران کے مجلات، رسالے اور اخبارات کے نمائندوں کو بھی بلایا تاکہ اس معجزے کی خبر دنیا بھر سے نشر ہو۔

کربلائی کاظم کی محبت نواب صفوی کے دل میں گھر کر چکی تھی اور وہ ان کا معمول سے کچھ زیادہ ہی احترام کرتے تھے۔ جب شہید نواب صفوی مصر سے واپس ہوئے تو ایک عمدہ قسم کی عبا سوغات میں لائے اور اسے کربلائی کاظم کے کندھوں پر ڈال دیا۔ یہ عبا مصر کے وزیر اوقاف نے خود انھیں ہدیہ کی تھی۔

اس بارے میں جناب آقائے رازی لکھتے ہیں کہ مشہد مقدس سے مرحوم شہید نواب صفوی کو دعوت ملی تو کربلائی کاظم کو بھی اپنے ساتھ لے گئے اور میں

بھی ان کے ساتھ شریک سفر رہا تھا۔ خراسان کے راستے میں آنے والے شہروں میں سمنان، اصفہان، شہرود، سبزوار اور نیشاپور وغیرہ میں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ ان تمام شہروں میں شہید نواب صفوی نے کربلائی کاظم کا تعارف کرایا اور عوام نے عجیب جذباتی انداز میں ان کا استقبال کیا اور انھیں گھیرے میں لے کر ان سے سوالات کیے اور وہ ان کے جواب دیتے رہے۔

دامغان پہنچ کر شہید نواب صفوی بیمار پڑے تو میں نے ہی کربلائی کاظم کا تعارف کرایا اور آخر کار جب ہم مشہد پہنچے تو مشہد کے مختلف طبقات کے ہزاروں افراد نے استقبال کیا اور مھد یہ میں آنے کے بعد مرحوم حاج عابد زادہ جنھوں نے پہلے ہی دعوت دے رکھی تھی، ان کے ہاں پہنچے جہاں سارا دن علماء، ادباء اور دوسرے بہت سارے لوگ آتے اور اس حافظ قرآن کربلائی کاظم کا امتحان لیتے، سوالات کرتے اور وہ جوابات دیتے رہے۔

(اعجاز ولایت، ص ۱۷)

﴿۲۲﴾

کسی بھی سورۃ کے الفاظ تک کو جانتے تھے

مرحوم شہید سید عبدالحسین الواحدی اسلام کے فدائیوں کے سربراہ تھے۔ انھوں نے بڑی محنت و مشقت کر کے مختلف قرآنی سورتوں کے چند الفاظ کو ایک جگہ جمع کر کے چند جملے بنائے اور چند علماء کے سامنے پڑھے۔ انھوں نے اس طرح یہ جملے ترتیب دیئے تھے کہ کسی کو بھی اس کے آیت قرآنی نہ ہونے کا شبہ

تک نہیں ہوا۔ لیکن جب یہ جملے کربلائی کاظم کے سامنے پیش کیے گئے تو انھوں نے بڑی صراحت کے ساتھ کہا کہ ان جملوں میں یہ الفاظ فلاں سورۃ اور یہ الفاظ فلاں فلاں سورتوں سے لے کر جوڑے گئے ہیں۔ اس طرح تقریباً ۲۰ الفاظ کو مختلف بیس سورتوں سے تلاوت کر کے بتادیا۔ ساتھ ہی کہا کہ ان جملوں میں چند ''واو'' اپنی طرف سے شامل کر کے انھیں جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ حروف ''و'' قرآن میں سے نہیں۔

اس وقت بہت سارے علماء موجود تھے ان تمام نے انھیں آفرین و مرحبا کہا اور بعض نے اٹھ کر ان کے ہاتھ چومے۔

﴿۲۳﴾

میں نے سینکڑوں دفعہ کربلائی کاظم کو آزمایا

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج شیخ محمد رازی اپنی گرانقدر کتاب گنجینہ دانشمدان میں لکھتے ہیں:

''مرحوم کربلائی کاظم اہالی ساروق فراھان سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے ایک عجیب حافظ قرآن تھے۔ وہ کچھ مدت قم میں میرے گھر میں رہے۔ وہ ان پڑھ تھے مگر انہیں قرآن کریم اس طرح حفظ تھا کہ معصوم یا امام کے علاوہ کسی کو ایسا میسر نہیں ہوا۔ میں نے سینکڑوں مرتبہ ان کا امتحان لیا۔ ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے غور و فکر کیا ہو یا سوچنے لگے ہوں اور اس کے بعد جواب دیا ہو۔ قرآن کریم کی کسی بھی آیت کے بارے میں پوچھتے تو اگر وہ آیت بار بار

قرآن میں مذکور ہو تو بتاتے تھے یہ آیت اتنی دفعہ تکرار ہوئی ہے اور فلاں فلاں سورتوں میں فلاں فلاں جگہ موجود ہے۔ اور اگر مکرر نہ ہوتی تو فوراً تلاوت کرتے اور کہتے یہ آیت فلاں سورۃ کی فلاں نمبر والی ہے اور اس سے پہلے یہ آیت اور بعد میں یہ آیت ہے۔ اگر ان سے کہا جاتا کہ یہ آیت قرآن کریم سے نکال کر بتائیں تو ہر قسم کے قرآن میں چھوٹا ہو یا بڑا کسی بھی طبع کا ہو فوراً ایک ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ سے عین اسی آیت والے صفحے کو کھولتے اور دکھاتے تھے۔ کربلا و نجف کے تمام مراجع جیسے آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی، آیت اللہ الخوئی، آیت اللہ آقای میرزا ھادی خراسانی اور حوزۂ علمیہ قم کے مراجع جیسے آیت اللہ بروجردی، آیت اللہ العظمیٰ حجت، آیت اللہ محمد تقی خوانساری، آیت اللہ العظمیٰ صدر، آیت اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی اور ہمدان، کرمان شاہ، اراک، ملاٸر طہران، مشہد وغیرہ کے بڑے بڑے علماء جنہوں نے انھیں دیکھا اور ان کا امتحان لیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کا حافظ ہونا ایک غیر معمولی اور مافوق الفطرت امر ہے۔"

(گنجینہ دانشمندان ج ۶، ص ۸)

﴿۲۴﴾

خدا کا کلام نور ہے

آیۃ اللہ شہید مرحوم حاج سید عبدالحسین دستغیب لکھتے ہیں کہ تقریباً ۱۵ سال پہلے قم اور نجف اشرف کے علمائے کرام کے ایک گروہ سے سنا کہ ایک ۷۰ سالہ بوڑھا جس کا نام کربلائی کاظم کریمی ساروقی (ساروق فرھان اراک کے ملحقہ دیہاتوں میں سے ایک دیہات) ہے جس نے کسی سے بھی پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا

ہے اور قرآن کریم اسے حفظ ہے اور حفظ کی نوعیت بھی ایک عجیب طریقے سے ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ان کی کہانی لکھی اور اس کے بعد یوں لکھتے ہیں :

''جناب آقای مرحوم میرزا شیرازی کے پوتے آقای میرزا حسن سے میں نے یہ کہتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے کسی بار ان کا امتحان لیا جب کبھی بھی میں نے ان سے کسی آیت کے بارے میں پوچھا تو فوراً جواب دیتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں ہے اور اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ وہ ہر سورہ کو معکوس یعنی الٹا پڑھ سکتے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دفعہ میرے ہاتھ میں تفسیر صافی تھی ان کے سامنے کھولی اور کہا یہ بھی قرآن ہے اسے پڑھ لو۔ انھوں نے تفسیر ہاتھ میں لی اور کھول کر دیکھا اور کہا یہ پورا قرآن نہیں۔ یہ پورا صفحہ قرآنی نہیں اور ایک آیت پر انگلی رکھ کر کہا صرف یہ آیت قرآنی ہے۔ اس طرح کبھی کہا یہ نصف سطر قرآن میں سے ہے اور بقیہ قرآن میں سے نہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کہاں سے جان لیا کہ یہ قرآن میں ہے اور یہ قرآن میں نہیں۔ آپ تو پڑھے لکھے نہیں تو انھوں نے جواب دیا، لیکن خدا کا کلام نور ہے۔ آیت والا حصہ نورانی ہے اور باقی حصہ تاریک ہے۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سارے دوسرے علمائے کرام کے ساتھ کلام کیا۔ ان تمام نے کہا کہ ہم نے انھیں آزمایا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ یہ خارق عادت میں سے ہے اور خداوند عالم کی طرف سے ودیعت ہوا ہے۔''

(داستانہای شگفت، آیۃ اللہ دستغیب، ص ۱۰۵)

﴿۲۵﴾

قرآن کے تمام خط ان کے لیے برابر تھے

آقای حاج میرزا حسن مصطفوی جو بہت ساری کتابوں کے مولف ہیں اور ابھی حوزۂ علمیہ قم میں مقیم ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے:

"میں سال ۱۳۵۹ھ ہجری میں ہمدان میں تھا۔ ایک دفعہ ایک بوڑھے شخص سے مدرسہ اخوند میں ملاقات ہوئی جو قرآن کو حفظ سنتا تھا۔ یہ بوڑھا مشہدی کاظم اہل ساروق میں سے تھا۔ جو ہمدان اور اراک کے درمیان کا ایک دیہات ہے۔ یہ شخص بالکل ان پڑھ تھا اور پیشے کے اعتبار سے کاشتکار تھا۔

میں نے خود مدرسہ ہمدان میں علما اور احباب کے ایک گروہ کے ساتھ جن میں حضرت مقدس مآب آقای اخوند ملا علی آقا ھمدانی بھی تھے۔ چند دن میں نے اس بوڑھے کے بارے میں تحقیق کی اور اس کے قرآن حفظ کرنے کے احوال کا امتحان لیا۔ جب بھی میں نے کوئی آیت پوچھی تو انھوں نے بغیر کسی غور و فکر کے اسی آیت کے ساتھ پہلے اور بعد والی آیت کو بھی پڑھ کر سنایا۔ وہ قرآن کریم کے جملے، آیات اور الفاظ پر ایسے حاوی تھا گویا قرآن کریم کے تمام خطوط ان کی آنکھوں کے سامنے موجود تھے اور ہم نے ہر چند کوشش کی کہ کسی لفظ یا آیت کو ان کے لیے مشتبہ بنائیں مگر ناکام رہے۔"

(قصہ ہای شیریں، ج ۱، ص ۱۱۵، دوسرا ایڈیشن)

﴿۲۶﴾

کربلائی کاظم قرآن کے عدم تحریف کی سند

حضرت آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی کربلائی کاظم کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

''تقریباً چالیس سال پہلے جب میں ایک نوجوان طالب علم تھا، محرم میں تبلیغ کے لیے ملائر کے اطراف میں واقع ایک علاقے حسین آباد گیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ کسی مجلس میں یہ بتایا گیا کہ یہاں ایک بوڑھا رہتا ہے جو قرآن کا حافظ ہے اور اس کی کہانی بڑی عجیب ہے۔

وہ ایک مکمل سادہ دیہاتی کاشتکار ہے۔ ایک دن اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر تھکا ہارا اپنے گاؤں کے قریب واقع ایک امام زادہ کی زیارت کے قریب سے گزرتے ہوئے رک گیا تھا۔ یہیں پر اس کو خدا کی طرف سے حفظ قرآن ودیعت ہوا جس کی تفصیل آگے بیان ہوگی جس کے نتیجے میں بغیر کسی سابقہ وابستگی کے قرآن کا حافظ ہوا۔

میں یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اسے آزمانے کا سوچا اور ایک قرآن ہاتھ میں لے کر اس کا امتحان لیا اور تعجب ہوا کہ یہ ان پڑھ بوڑھا قرآن پر اتنا حاوی ہے کہ میرے پوچھے ہوئے سوالوں کا جواب درست دے رہا ہے۔ جبکہ اس کی ظاہری صورت اور قیافہ دیکھ کر کوئی بھی یہ سمجھتا کہ یہ سادہ لوح دیہاتی سورہ حمد اور قل ھو اللہ ہی بڑی مشکل سے پڑھ سکتا ہوگا۔

اسے ''ملا کاظم'' یا دوسرے لفظوں میں ''کل کاظم'' کے نام سے پکارا جاتا

تھا۔ ان دنوں علمی محافل و مجالس میں اس کے وجود کا انکشاف نہیں ہوا تھا اور اس کے بارے میں قم میں کسی کو خبر تک نہ تھی۔ اس سفر سے واپسی پر میں نے ان کا ذکر اس سفر کے ماحصل کے طور پر اپنے احباب کو سنایا تو سب نے تعجب کیا کہ ایک شخص اس سادگی اور ناخواندگی کے باوجود قرآن پر اس قدر دسترس رکھتا ہے۔

کچھ مدت کے بعد بعض عقیدت مندوں نے اسے قم بلا بھیجا اور ہر جگہ اس کا چرچا ہونے لگا۔ تمام مراجع اور آیات عظام خصوصاً آیۃ اللہ بروجردی پہنچے اور مدرسہ فیضیہ میں طلبا اس کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے۔ اگر کوئی اس منظر کو دیکھتا تو تعجب کرتا کہ یہ سادہ لوح دیہاتی اپنے دیہاتی لباس میں ملبوس اتنے علما اور طلبا کے سامنے کیا کہہ رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ آیات قرآنی کا ایک بحر بیکراں تھا یا ابلتا ہوا چشمہ کہ تمام طلبا اور علما پیاسوں کی مانند اس کے گرد طواف کرتے تھے۔

بعض اوقات چند طلبہ قرآنی آیات کے مختلف الفاظ کو مرتب کر کے ایک منظم عبارت بناتے جس میں کوئی جھول نہیں رہنے دیتے اور یہ جملہ دکھا کر کہتے تھے کہ کل کاظم یہ کس سورۃ کی آیت ہے؟ وہ ہنستے ہوئے کہتے تھے کہ ادھر کا ادھر کرتے ہو۔ اس کا پہلا جملہ فلاں سورۃ کا ہے۔ اس کے پہلے اور بعد میں یہ آیات ہیں اور دوسرا جملہ فلاں سورۃ کا ہے جس کا پہلا اور بعد والا جملہ یوں ہے۔ اس طرح دوسرے تمام جملوں کو تجزیہ و تحلیل کر کے ان کی واقعی جگہوں کے حوالہ کے ساتھ سناتا تھا۔

گویا قرآن مجید ان کے سامنے ایک تختی پر لکھا ہوا تھا۔ وہ بھی اس طرح کہ آیات کی جگہوں کو بھی بڑی گہرائی کے ساتھ جانتے تھے بس سوال ہوا، انھوں نے

نگاہ اٹھائی لوح پر دیکھا اور بولنا شروع کیا۔ ہر چیز کو واضح دیکھتے تھے اور پھر جواب دیتے تھے۔

میں باوجود اس کے کہ بہت دیر سے یقین رکھنے والا ہوں مگر کئی ایک دفعہ اس کے ساتھ ملاقاتیں کر کے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ کوئی معمول کا واقعہ نہیں بلکہ یقینی طور پر ایک الٰہی قوت کارفرما ہے۔ ان کے قرآن حفظ کرنے سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ قرآن کریم سے آیات قرآنی کو ڈھونڈ کر نکالنا ان کے لیے پانی پینے کی مانند آسان تھا۔ چاہے قرآن کوئی سا بھی ہو خطی ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو اس کے ہاتھوں میں دے کر کہیں "کل کاظم" فلاں آیت ڈھونڈ کر نکالو۔ فوراً قرآن ہاتھ میں اٹھا کر استخارہ کرنے کی طرح عین اسی آیت کی یا ایک صفحہ قبل یا ایک صفحہ بعد کا پلٹ کر آیت بتاتا تھا۔ میں نے ان کی یہ حالت اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور سوائے امداد الٰہی کے اور کوئی قوت کارفرما نہیں پائی۔ ممکن ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ ان کا حافظہ قوی ہو۔ محنت کر کے یاد کیا اور مسلسل ریاض کرتا ہوگا۔ (جبکہ ایسا نہیں تھا) لیکن آیات قرآن کے نکالنے میں ایسا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ کسی ایک معین قرآن پر وہ دیکھتا اور بتاتا تو شاید کہا جاتا کہ کثرت استعمال سے یاد ہو گئے ہیں، مگر انھیں کوئی بھی قرآن دے دیں چھوٹا ہو یا بڑا، مختلف خط کے ہوں، چھاپ شدہ ہو یا مخطوطہ ہو جو بھی ہاتھ میں دے دیں۔ فوراً ہی آیت نکال کر دیتا ہے۔

اس سے بھی عجیب یہ ہے کہ عالم بزرگوار مرحوم حاج میرزا مھدی بروجردی جو حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ حائری یزدی حوزہ علمیہ قم کے بانی کا مخصوص

منشی اور مشیر تھا۔ قم میں ہم کچھ عرصے ان کے ہمسائے میں رہے ہیں وہ ”برھان روشن“ نام کی ایک کتاب لکھ رہے تھے جو قرآن میں تحریف نہ ہونے کے بارے میں تھی ۔ انھوں نے شدید لگاؤ کے ساتھ یہ کتاب لکھی اور انجام کار اپنے موضوع پر ایک اچھی کتاب چھپ گئی۔ ایک دن مجھے پتہ چلا کہ وہ ”کل کربلائی“ کی تلاش میں ہیں اور ان سے کچھ زیادہ سوال وجواب کرنا چاہتے ہیں۔ بعد میں تحقیق سے پتہ چلا کہ انھوں نے دوسری دلیلوں کے ساتھ کربلائی کاظم کو بھی قرآن کے عدم تحریف میں دلیل بنا کر پیش کیا۔ واقعاً ”کل کربلائی“ کو وہی قرآن حفظ ہوا تھا اور اس طرح معجزانہ حفظ ہونے والا قرآن وہی ہونا چاہیے جو اصلی ہے۔ اب دیکھا گیا کہ کربلائی کاظم کو حفظ قرآن اور جو قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں۔ اس طرح اس قرآن کا اصلی قرآن ہونا واضح تر ہو جاتا ہے۔ کم از کم یہ واقعہ قرآن کے عدم تحریف کی تائید کرتا ہے۔

بہر حال یہ ایک عجیب مرد تھا اور تمام قرائن یہ بتاتے ہیں کہ ان کا حافظ ہونا معمول کی بات نہیں اور خدا ہم سب پر رحمت نازل کرے اور ہم سب کو قرآن کی زیادہ سے زیادہ خدمت اور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو سعادت اور افتخار کا سبب ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں۔“

(اعجاز ولایت، ص ۴)

﴿۲۷﴾

کربلائی کاظم کا اصل واقعہ

محمد کاظم ابھی کربلائی اور مشہدی نہیں بنا تھا۔ خانہ خدا، کربلائے حسینؑ اور

امام رضا کی مشہد زیارت کے لیے نہیں گیا تھا۔ اپنے گاؤں ساروق میں جو فراھان اراک میں واقع ہے کاشتکاری میں مشغول تھا۔ ایک سال ایک عالم مبلغ تبلیغ کے لیے حرام و حلال کے مسائل اور دوسرے احکام اسلامی سکھانے کے لیے ان کے گاؤں میں آیا اور اپنے وعظ و نصیحت اور تقریروں کے دوران خمس و زکوۃ کے مسائل بیان کیے اور وضاحت کی کہ اگر کسی کا گندم نصاب کی حد تک پہنچا ہو اور اس نے زکوۃ جو فقرا کا حصہ ہے ادا نہیں کیا ہے تو گویا ان کے مال میں حرام مال شامل ہوا ہے اور اب اگر ایسے مال سے حاصل شدہ رقم سے انسان گھر بنائے یا لباس سلائے تو ایسے لباس اور ایسے گھر میں نماز پڑھنا باطل ہے۔ اور ایسے مسائل کا ایک خلاصہ بیان کیا اور ترغیب و تشویق دی کہ ایک مسلمان کو حلال و حرام کے بارے میں الٰہی احکام کا خیال رکھنا چاہیے اور اسے اہمیت دینی چاہیے اور اسے مال کی زکوۃ دینی چاہیے۔

محمد کاظم کو معلوم تھا کہ وہ جس زمیندار کی زمین کاشت کرتا ہے وہ اپنے محصولات پر زکوۃ نہیں دیتا ہے اور فقرا کا حق غصب کرتا ہے۔ لہذا اس طرح اس سے حاصل ہونے والے مال میں حرام بھی شامل ہے اور اس کی معاشی زندگی میں حرام یا مشتبہ مال شامل ہے جس سے کاروبار حیات قائم ہے۔ وہ سیدھے اپنے زمیندار کے پاس گیا اور اسے زکوۃ کی ادائیگی کے بارے میں یاد دلایا۔ لیکن وہ کسی طرح بھی نہ مانا۔ یہ دیکھ کر محمد کاظم نے ارادہ کیا کہ اس گاؤں سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ جا کر کسی اور کام میں مشغول ہو جائے جس کی مزدوری حلال اور پاک ہو۔ چند سال اس نے اس گاؤں سے باہر کام کاج کیا مگر پھر اسے اسی گاؤں میں

آنے کی دعوت دی گئی اور زمین کا کچھ حصہ اور کچھ گندم اسے دے کر کہا گیا کہ یہ زمین اسی کی ہے اور وہ خود اپنے لیے کما کر کھائے۔ انھوں نے پہلے سال ہی نصف گندم زکوٰۃ میں فقرا کو دے دی اور نصف کو بیچنے کے لیے رکھا اور دوبارہ بوائی کی۔ خدا نے اس کی کھیتی میں اتنی برکت دی کہ معمول سے بہت زیادہ آمدنی ہوئی۔ اس سال سے اس نے نیت کی کہ اپنی آمدنی کا نصف حصہ فقرا کو دیں گے جبکہ زکوٰۃ کی مقدار صرف ۱۰/ ا یا ۲۰/ ا ہوتی تھی۔ کربلائی کاظم ہر سال اپنی نصف آمدنی ضرورت مندوں اور فقرا میں تقسیم کرتے تھے۔

ایک سال اپنی کھیتی کی پیداوار کو اٹھاتے وقت جبکہ فصل کھلیان میں گاہ لینے کے بعد دانہ اور بھوسہ الگ کرنے کا مرحلہ تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ ہوا نہیں چلی بلکہ گرمی بڑھ گئی تو وہ کام جاری نہ رکھ سکے اور اپنے گھر چلے آئے۔ گھر آتے ہوئے راستے میں گاؤں ہی کا ایک فقیر ملا جس نے اس سے کہا، "اس سال کی تمھاری فصل سے ہمیں کچھ نہیں ملا۔ کیا آپ نے مجھے بھلا دیا"۔ محمد کاظم نے اس سے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہے تمھیں بھلایا نہیں ہے بلکہ ابھی تک اپنے پیداوار کو جمع نہیں کر سکا ہوں۔ یہ سن کر اس فقیر کا دل مطمئن ہوا کہ ملے گا۔ مگر محمد کاظم کو آرام نہیں ملا، سوچنے لگا شاید اس کو شدید ضرورت ہے لہذا وہ وہاں سے واپس اپنے کام کی جگہ آیا اور بڑی محنت کر کے بھوسے کچھ دانے الگ کیے تاکہ اسے فقیر کو پہنچا دے۔

ساتھ ہی کچھ بھوسہ بھی اس فقیر شخص کے مویشیوں کے لیے اٹھا کر اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں "امام زادہ ہفتاد و دو تن" کے باغ تک پہنچا

جہاں پر چند امام زادے مدفون ہیں۔ ان میں سے دو کے نام شاہ زادہ جعفر اور امام زادہ عبداللہ صالح ہیں اور اس کے دوسری طرف چہل دختران واقع ہے۔ دانہ اور بھوسے کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا۔ تھکاوٹ محسوس کی اور امام زادہ کے باغ کے دروازے کے باہر چبوترے پر بیٹھ گیا اور ذرا سا آرام کرنے کے لیے بوجھ اتار کر رکھ دیا۔

یہیں پر اس نے دو بہت ہی پر کشش اور خوبصورت نوجوانوں کو دیکھا جو اس کے نزدیک آئے اور کہا، "ہمارے ساتھ نہیں آؤ گے کہ یہاں زیارت میں جاکر امام زادہ کے لیے فاتحہ پڑھیں"۔ محمد کاظم نے کہا، "پہلے تو میں یہ دانہ اور بھوسہ کہیں پہنچا آؤں، پھر فاتحہ پڑھوں گا"۔ ان دونوں نے کہا، "بعد میں بھی پڑھ لینا۔ ابھی ہمارے ساتھ آؤ اکٹھے فاتحہ پڑھیں"۔ جب یہ دونوں زیارت کی طرف بڑھے تو محمد کاظم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔

یہ دونوں پہلے ایک امام زادہ کی زیارت میں داخل ہوئے اور زیارت پڑھی اس کے بعد دوسرے امام زادہ کے پاس جاکر زیارت پڑھی اور کچھ دعائیں وغیرہ بھی پڑھنے لگے جسے محمد کاظم نہیں سمجھ پایا۔ اتنے میں محمد کاظم متوجہ ہوا کہ امام زادہ کے روضے کی چھت کے اطراف میں کچھ الفاظ روشنی کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں اس سے کہتے ہیں کہ کچھ کیوں نہیں پڑھتے۔ محمد کاظم کہتا ہے کہ میں مدرسہ گیا ہی نہیں ہوں اور لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ یہ سن کر انھوں نے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا اور کہا، "نہیں تمہیں ضرور پڑھنا چاہیے"۔ سینے کو ذرا سا دبا کر کہا، "اب پڑھو"۔ کاظم کہتا ہے کہ کیا پڑھوں؟ اس شخص نے ایک آیت پڑھی اور کہا کہ یوں پڑھو۔ محمد کاظم نے پڑھنا شروع کیا جب آیت تمام ہوئی تو کچھ

پوچھنے کے لیے اس شخص کی طرف دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا اور وہ حرم میں اکیلے ہی کھڑا تھا۔ اچانک ایک مخصوص حالت سے دوچار ہوا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

جب اسے ہوش آیا تو اسے بہت زیادہ تھکن اور تکان کا احساس ہوا اور وہ یہ سوچنے لگا کہ میں کہاں ہوں اور یہ کون سی جگہ ہے؟ اور وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس کے بعد گندم کا بوجھ اور بھوسہ یاد آیا تو باہر نکلا اور اپنا بوجھ لے کر گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن راستے میں وہ متوجہ ہوا کہ وہ کچھ چیزیں پڑھ سکتا ہے اور اسی دوران اسے یاد آیا کہ امام زادہ کے باغ میں اسے دو وجیہ اور خوبصورت نوجوان ملے تھے اور اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ وہ پورے قرآن کا حافظ ہے اور قرآن پڑھ سکتا ہے۔

جب لوگوں نے اسے دیکھا تو پوچھنے لگے کہ کہاں تھے؟ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور سیدھے گاؤں کے پیش نماز حاج آقا صابر اراکی (آقای صابری اراکی، موجودہ پیش نماز اراک کے دادا) کے پاس پہنچا اور اپنی کہانی سنائی۔ انھوں نے کہا شاید آپ نے خواب دیکھا ہو گا اور شاید یہ آپ کے تصور کی بات ہو گی۔ محمد کاظم نے کہا، "ایسا نہیں ہے۔ میں بیدار تھا اور اپنے پاؤں سے چل کر امام زادہ کی زیارت میں گیا ہوں اور مجھے پورا قرآن حفظ ہو گیا ہے اور ان دونوں نوجوانوں کی موجودگی میں یہ واقعہ پیش آیا ہے"۔

یہ سن کر آقای اراکی ایک قرآن اٹھا لائے اور قرآن کریم کی چند بڑی سورتوں میں سے چند آیتیں پوچھیں اور کاظم نے وہ آیتیں بغیر کسی غلطی کے فر فر

سنادیں۔ گاؤں کے لوگ اس کے گرد جمع ہوئے تاکہ دیکھیں کہ ان کے بارے میں آقای صابر کیا کہتے ہیں۔ ادھر حاج آقا صابر نے اس کا خوب امتحان لیا اور وہاں کی مقامی زبان میں کچھ جملے کہے جس کا مفہوم یہ ہے :

''ان کا کام مکمل ہوا ہے اور ان کے لیے ایک اہم معاملہ پیش آیا ہے اور خدا نے ان پر اپنی نظر رحمت کی ہے''۔

یہ تھی کربلائی کی داستان تھی جو حرام مال اور گناہ سے پرہیز کرنے، احکام اسلامی کو اہمیت دینے کی وجہ سے لطف الٰہی اور اولیا اللہ کی خاص نظر کا مستحق ہوا۔ اسے آخر عمر تک قرآن حفظ تھا اور حیران کن یادداشت کے ساتھ آیت کا نمبر تک بتادیتا تھا اور یہ بھی بتادیتا تھا کہ اس آیت سے پہلے اور بعد میں کون سی آیت ہے۔

''ذالك فضل الله يؤتيه من يشآء''

امید ہے کہ یہ کہانی کسی انسان کے تہذیب نفس، اخلاق حمیدہ اور نیک خصائل کے حصول کے لیے موثر ہوگی اور ہمارے ایمان میں یہ الٰہی کتاب اضافہ کرے۔

قرآن کی آواز

﴿۲۸﴾

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تمام قارئین قرآن کی نسبت خوبصورت آواز کے مالک تھے۔ جب رات کو اٹھ کر تلاوت قرآن کرنے لگتے تھے تو اونچی آواز سے تلاوت کرتے تھے اور جب گھر کے قریب سے جو "سقہ لوگ" اور دوسرے راہ چلنے والے گزرتے تھے تو آپ کی خوبصورت اور میٹھی آواز سن کر ٹھہر جاتے اور آپ کی تلاوت کو سننے لگتے تھے۔

(بحارالانوار، ج ۲، ص ۱۹۵)

﴿۲۹﴾

کس کی آواز خوبصورت ہے؟

ایک شخص یہ جاننے کی خواہش رکھتا تھا کہ کونسی آواز قرآن کی قرأت کے لیے بہترین اور مناسب ہے۔ یہ شخص حضور اکرمؐ کی خدمت میں پہنچا اور پوچھا، "کونسی آواز قرآن پڑھنے کے لیے بہترین اور خوبصورت ہے"؟

حضور اکرمؐ نے جواب دیا، "اس شخص کی آواز جس کی تلاوت سن کر تمہیں احساس ہو جائے کہ یہ شخص خوف خدا رکھتا ہے"۔

(بحارالانوار، ج ۹۲، ص ۱۹۵)

اس واقعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قاری کی آواز کی خوبصورتی کے دو پہلو

ہیں۔ ایک تو ظاہری خوبصورتی جسے ایک شخص سن کر پسند کرے اور کانوں کو آواز اچھی لگے۔ دوسرے اس کی باطنی خوبصورتی جو قاری کے خوف خدا کی وجہ سے اس کی تلاوت کی آواز سے محسوس کی جاسکتی ہے اور جو ان کے منہ سے نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے نکلتی ہے۔ بعض تلاوت کرنے والے ان دونوں پہلوؤں کے حامل ہوتے ہیں جبکہ کچھ صرف ظاہری اور بعض صرف باطنی خوبصورتی کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لیے آواز کی ظاہری خوبصورتی کے حامل قاریوں پر لازم ہے کہ اس کے باطنی حسن کا بھی خیال رکھیں۔

﴿۳۰﴾

حضرت امام سجادؑ کی خوبصورت آواز

جس وقت حضرت امام سجاد علیہ السلام قرآن کی قرأت کرتے تھے تو آیات قرآنی کو اس خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ راہ چلنے والے بھی آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور بعض تو اتنے اثر انداز ہوتے تھے کہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔

(سفینۃ البحار، ج ۴، لفظ صوت)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے زمانے کے بہترین قاری تھے اور جب تلاوت کرتے اونچی آواز میں کرتے تھے اور گھر والے آپ کی قرأت کی آواز سنتے تھے۔

﴿۳۱﴾

گلستان سے ایک واقعہ

ایک شخص جس کی بڑی ناگوار آواز تھی، بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا تھا۔ ایک اہل دل وہاں سے گزرا اور پوچھا، تمہیں قرآن پڑھنے کا کتنا معاوضہ ملتا ہے؟ اس نے کہا، کچھ بھی نہیں۔ اس شخص نے پوچھا پھر اتنی زحمت کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا، خدا کی خاطر پڑھ رہا ہوں۔ اس نے کہا، تم خدا کے لیے آئندہ نہ پڑھنا۔

گر تو قرآن به این نمط خوانی

ببری رونق مسلمانی

اگر تو اسی طرح قرآن پڑھتا رہے گا تو اسلام اور مسلمانوں کی رونق اور جاذبیت ختم ہو جائے گی۔

(گلستان باب چہارم، آخری حکایت)

﴿۳۲﴾

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی محزون آواز

حفص کہتا ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں تھا۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں تمہاری عمر طویل ہو جائے؟ اس نے کہا، ہاں۔ امامؑ نے پوچھا، اس قدر طویل عمر کیوں چاہتے ہو؟ اس نے کہا، سورہ توحید کی تلاوت کے لیے۔

پھر حفص کہتا ہے میں نے حضرت امام موسیٰ کی مانند کسی کو نہیں دیکھا جو اس طرح محزون اور غمگین آواز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہو اور اس طرح خدا کی رحمت کا امیدوار بن کر تلاوت کرتا ہو۔ جب آپ تلاوت کرنے لگتے ہیں تو محسوس ہوتا کہ گویا کسی انسان سے مخاطب ہیں۔

(اصول کافی ،باب فضل قرآن، حدیث ۱۰)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

ان القرآن نزل بالحزن فاقرؤ وا بالحزن.

بے شک قرآن غم و حزن کے ساتھ نازل ہوا ہے پس تم بھی حزن و غم کے ساتھ اسے پڑھو۔

نتیجہ : قرآن کو غمگین آواز سے پڑھنے میں ایک خاص معنوی اور روحانی حالت قاری کو حاصل ہو جاتی ہے اور اسے گریہ کے لیے موقع فراہم کرتی ہے۔

﴿۳۳﴾

لوگ امام کی خوبصورت آواز کو سننے کی تاب نہیں رکھتے تھے

علی بن محمد نوفلی کہتا ہے کہ میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ باتوں کے دوران تلاوت کی آواز آئی تو آپؑ نے فرمایا کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے تھے تو بعض اوقات سننے

والے لوگ آپ کی خوش الحانی کی تاب نہ لا سکتے اور بے ہوش ہوتے تھے اور اگر امام اپنی مکمل خوبصورت آواز کا مظاہرہ کریں تو لوگ سننے کی تاب نہیں لا سکیں۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا، اے فرزند رسولؑ! کیا ایسا نہیں تھا کہ حضور اکرمؐ خود نماز کی امامت کرتے اور نماز پڑھاتے تھے؟

ہاں مگر رسولِ خداؐ ان لوگوں کے سنانے کی حد تک تلاوت میں اپنی آواز کو بلند کرتے تھے جو آپؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

(اصول کافی، ترتیل القرآن بالصوت الحسن)

﴿۳۴﴾

قرآن کی ایک خاص لذت اور مٹھاس

طبرسی کہتا ہے کہ جس دن حضور اکرمؐ پر سورہ غافر نازل ہوئی تو حضور اکرمؐ نے آیات الٰہی کی تبلیغ کی خاطر ایک جاذب آواز میں تلاوت کی۔ اتفاق سے ولید نزدیک تھا۔ اس نے یہ آیات سنیں:

آلٓمٓ تنزیل الکتاب من اللّٰہ العزیز الحکیم غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ھو الیہ المصیر ما یجادل فی آیات اللّٰہ الا الذین کفروا فلا یغرك تقلبھم فی البلاد ....

یہ کتاب خدائے عزیز و حکیم کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے جو گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ شدید عقاب کرنے والا اور نعمات دینے والا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہر چیز نے اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ کافروں کے

علاوہ اور کوئی اس کی نشانیوں کے بارے میں جھگڑا نہیں کرتا شہروں میں ان کی فعالتیں تمہیں فریب میں مبتلا نہ کریں۔

ان آیتوں نے اس عرب فلسفی پر بڑا اثر کیا اور جب وہ بنی مخزوم میں واپس پہنچا تو انھوں نے حضرت محمدؐ اور قرآن کے بارے میں پوچھا تو یوں بیان کیا "میں نے آج حضرت محمدؐ سے ایک ایسا کلام سنا جو کسی انسان یا جن سے سنایا جانا ممکن نہیں۔ اس کی اپنی ایک خوبصورتی اور لذت ہے۔ اس کی شاخیں پھلوں سے پر اور اس کی جڑیں بابرکت ہیں۔ ایسا درست اور مناسب کلام ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی کلام نہیں ہو سکتا"۔

یہ جملے کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا اور قریش سمجھ گئے کہ وہ بھی محمدؐ کے دین پر فریفتہ ہو گیا ہے۔

(فروغ ابدیت، ج ۱، ص ۲۴۰)

﴿۳۵﴾

قرآن کو رسول اکرمؐ سے سننا

حکما میں سے کسی ایک کا کہنا ہے کہ میں قرآن پڑھتا تھا مگر اس کی مٹھاس اور لذت کا احساس نہیں کر سکتا تھا یہاں تک کہ میری قرأت کی حالت بدل گئی اور اس طرح ہو گئی کہ جب کبھی قرآن پڑھنے لگتا تھا تو ایسا لگنے لگا کہ حضور اکرمؐ اپنے صحابہؓ کے سامنے قرآن پڑھ رہے ہوں۔ بعد میں اس سے بھی کچھ ترقی ہوئی اور یہ مقام حاصل ہوا کہ قرأت کے وقت مجھے محسوس ہونے لگا کہ گویا خداوند عالم

براہ راست مجھ سے مخاطب ہے اور تلاوت و قرآت کے وقت کچھ ایسی لذت ملتی تھی جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

(المحجۃ البیضاء ج ۲، ص ۲۳۸)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں :

"لقد تجل اللّٰہ لخلقہ فی کلامہ ولکن لا یبصرون"

بہ تحقیق خداوند عالم نے اپنے مخلوق کے درمیان تجلی فرمایا ہے مگر لوگ دیکھ نہیں سکتے۔

(المحجۃ البیضاء، ج ۲، ص ۲۴۷)

﴿۳٦﴾

قرآن سے میٹھا کلام کہیں نہیں سنا

طفیل بن عمرو اپنے قبیلے میں بڑا اثر رسوخ اور نفوذ رکھتا تھا۔ وہ مشہور شاعر اور صاحب فہم شخص تھا۔ ایک دفعہ مکہ آیا تو قریش کے سرداروں کو یہ بات بڑی ناگوار گزری کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ طفیل بن عمرو ایمان لائے۔ فوراً طفیل بن عمرو کو گھیرنے کی کوشش کی اور اسے بتایا کہ ایک شخص کو آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں جس نے ایک نئے دین کے ذریعے ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کیا ہے۔ اپنی زبان کے جادو سے ہمارے درمیان تفرقہ پیدا کیا ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ شخص تمھارے قبیلے میں بھی تفرقہ کر کے انتشار پیدا کرے۔ تمھارے لیے بہتر یہ ہے کہ ان سے بات ہی نہ کرو۔

طفیل کہتا ہے کہ ان لوگوں کی باتوں نے مجھے بڑا متاثر کیا اور میں نے یہ عزم کیا کہ میں آنحضرتؐ سے بات تک نہیں کروں گا اور نہ ہی اس سے کچھ سنوں گا۔ اس لیے طواف کے وقت ان کے سحر انگیز تصور سے بچنے کے لیے میں نے اپنے کانوں میں کپاس ٹھونس دی تا کہ ان کا کلام بھی نہ سن سکوں جو کعبے میں نماز کے درمیان قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔

صبح کے وقت جب کہ کانوں میں کپاس ٹھونسی ہوئی تھی۔ مسجد میں داخل ہوا اور کسی طرح بھی میں مائل نہیں تھا کہ ان کا کلام سنوں، لیکن نہ معلوم کیا ہوا کہ اچانک میرے کانوں میں ان کی آواز پہنچی جس کی وجہ سے میں نے بے پناہ لذت محسوس کی اور اپنے آپ کو کوستے ہوئے کہا ”تیری ماں تیرے ماتم میں روئے تم تو .ایک سخن دان، سخن فہم اور اپنی عقلمندی میں مشہور شخص ہو۔ تم اس شخص کے کلام کو کیوں نہیں سنتے؟ اگر اچھا ہو تو قبول کرو اور برا ہو تو رد کرو“۔ یہ خیال آیا مگر سب کے سامنے آپؐ کے پاس جانے سے کترایا اور چند لمحے رک گیا یہاں تک کہ رسول خداؐ گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی پیچھے پیچھے چلا گیا۔ جب آپؐ گھر میں داخل ہوئے تو دروازہ کھٹکھٹا کر اجازت لی اور گھر میں داخل ہوا اور جو کچھ ہوا تھا من و عن آپ کو سنا دیا اور کہا، لوگ آپ کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں بھی ابتدا میں آپ سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن آپؐ کی تلاوت کی آواز کی مٹھاس اور لذت نے مجھے آپؐ کے پاس آنے پر مجبور کیا۔ اب میری عرض ہے کہ آپ اپنے آئین و قانون کی مجھے وضاحت فرمائیں اور میرے لیے ذرا سا قرآن پڑھیں۔

حضور اکرمؐ نے اسے آئین اسلام کی توضیح فرمائی اور چند سورتیں یا آیتیں تلاوت کیں۔ طفیل کہتا ہے کہ خدا کی قسم! میں نے اس سے بڑھ کر خوبصورت اور شیریں کلام اور کہیں نہیں سنا تھا۔ اسی طرح آپ کے آئین کو متوازن تر پایا۔ اس کے بعد طفیل نے آنحضورؐ سے کہا کہ میرے قبیلے میں میرا اثر ورسوخ ہے۔ میں آپ کے آئین کے لیے کام کروں گا۔

ابن ہشام لکھتا ہے یہ شخص فتح خیبر کے دن تک اسلام کی تبلیغ میں مشغول تھا۔ اس دن اپنے ۸۰ خاندانوں کے ساتھ حضور اکرمؐ کے ساتھ مل گیا اور اپنے اسلام میں یہ شخص اتنا ثابت قدم تھا کہ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

(فروغ ابدیت، ج ۱، ص ۲۷۴)

﴿۳۷﴾

تفسیر قرآن کا تعجب انگیز واقعہ

امین الدین طبرسی اسلام کے عظیم علما میں سے ایک ہے۔ ایک دفعہ ان پر سکتہ طاری ہوا (کوما میں گئے)۔ جو لوگ موجود تھے وہ سمجھے کہ وہ مر گئے ہیں۔ لہذا انھوں نے انھیں غسل وکفن دے کر دفنا دیا اور قبر سے واپس ہوئے۔

وہ قبر میں ہی تھوڑی دیر بعد ہوش میں آئے تو احساس ہوا کہ انھیں دفنا دیا گیا ہے۔ اس وقت انھوں نے نذر مانی کہ اگر خدا انھیں اس مصیبت سے نجات دے گا تو وہ قرآن کی ایک تفسیر لکھیں گے۔ رات ہو چکی تھی کہ ایک کفن چور کفن چرانے کی نیت سے قبر کھود کر کفن نکالنے لگا تو انھوں نے فوراً اس کا ہاتھ

پکڑ لیا۔ کفن چور بہت ڈر گیا تو علامہ طبرسی نے اس کے ساتھ باتیں کیں اور اس کے خوف کو دور کیا اور حقیقت واقعہ بتایا۔ حقیقتِ حال سمجھ میں آنے کے بعد کفن چور نے آپ کو اپنی پشت پر اٹھایا اور ان کے گھر پہنچادیا۔ علامہ نے کفن بھی اس کے حوالے کیا اور اس کے علاوہ بہت سا انعام دیا اور کفن چور نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اس کے بعد علامہ طبرسی نے اپنے نذر کو پورا کیا اور تفسیر "مجمع البیان" لکھی۔

(تفسیر مجمع البیان، مقدمہ)

نتیجہ : قرآن کریم کی راہ میں خدمت کی منت ماننا موثر ہے۔ قرآن کی راہ میں جو منتیں کی جاسکتی ہیں۔ وہ یوں ہیں :

قرآن کا ختم کرنا، قرآن سکھانا، قرآن سیکھنا، دینی مراکز اور دینی طلبہ میں قرآن ہدیہ کرنا، تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنے کی نذر ماننا اور قرآنی مجالس کی ترغیب تشویق کرنا۔

﴿۳۸﴾

قرآن سے مکمل آگاہی

چند لوگ جن میں ابو جارود بھی تھا۔ ایک دفعہ حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھے کہ آپؑ نے فرمایا، جب میں تم سے کوئی بات بیان کروں تو پوچھنا کہ یہ بات قرآن میں کہاں ہے؟ اس کے بعد آپؑ کا سلسلۂ گفتگو آگے بڑھا اور آپؑ نے فرمایا کہ حضور اکرمؐ نے زیادہ سوال کرنے اور مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو حاضرین میں سے کچھ نے پوچھا، "فرزند رسولؐ یہی مطلب جسے آپؑ نے

ابھی بیان کیا، قرآن میں کہاں لکھا ہے"۔ آپؑ نے فرمایا:

لاخیر فی کثیر من نجوٰھم الاّ من امر بصدقة اومعروف.

(سورۂ نساء، ۱۱۴)

اکثر سرگوشیاں بھلائی میں نہیں مگر یہ کہ وہ صدقہ دینے اور نیکی کرنے کا حکم دیں۔

ایک اور آیت میں فرمایا:

ولا تؤتو لسفهآء اموالکم التی جعل الله لکم قیاماً.

(سورۂ نساء، ۵)

اپنے اموال جسے خدا نے تمھارے کاموں کا سہارا قرار دیا ہے احمقوں کے حوالے مت کرو۔

ایک اور آیت میں خدا نے فرمایا ہے:

ولا تسئلو عن اشیآء ان تبدلکم تسؤکم.

(سورۂ مائدہ، ۱۰۱)

ایسی چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو جسے اگر ظاہر کیا جائے تو تمھیں برا لگے۔

(اصول کافی کتاب فضل علم)

۳۹

میدان جنگ میں تفسیر قرآن

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ اراکی، آیۃ اللہ آقا نور الدین کے بارے میں فرماتے

ہیں "اہل کشف و کرامات" میں سے تھے۔ بالکل اہل حقیقت میں سے تھے۔ ان کی کرامت کے لیے اتنا ہی سمجھنا کافی ہے کہ میدان جنگ میں توپ و گولہ بارود کی گھن گرج جس سے کان پھٹے جا رہے تھے اور گویا آسمان سے آگ برس رہی تھی، کسی بھی وقت اس کا نشانہ بن سکتے تھے مگر اس کے باوجود قلم کاغذ لے کر تفسیر قرآن لکھنے بیٹھے۔ میدان جنگ میں یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان کے حواس قائم ہوں مگر اس باکمال شخص کی حالت یہ تھی کہ وہ اس طرح اطمینان کے ساتھ لکھ رہے تھے جیسے گھر کے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

(مجلہ حوزہ، شمارہ ۱۲)

۴۰

قرآن کے حقیقی مفسر

عباد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا، قرآن کریم کی آیتیں ایسی ہیں جو نازل ہوئی ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئیں، کب نازل ہوئیں اور کس کے بارے میں نازل ہوئیں؟ صحرا میں نازل ہوئیں یا پہاڑ پر نازل ہوئیں ہیں۔

ایک شخص آپؑ کی یہ باتیں سن رہا تھا کہنے لگا، خود آپ کی ذات کے بارے میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا، اگر تم نے پوچھا نہ ہوتا تو میں کچھ بھی نہیں کہتا، لیکن پوچھا ہے، بتا دیتا ہوں۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے:

"انما انت منذر ولکل قوم ھاد"

اے پیغمبر تو مخلوق کو ڈرانے والا اور ہر قوم کے لیے رہنما ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا، رسول اکرمؐ لوگوں کو خدا اور قیامت سے ڈرانے والے تھے اور میں خدا کی طرف سے حضور جو کچھ لے آئے ہیں اس کی طرف ہدایت کرنے والا ہوں۔

(بحارالانوار، ج ۹۳، ص ۷۹)

﴿۴۱﴾

سید قطب کا ایک واقعہ

مصر کے ممتاز مفسر سید قطب کا کہنا ہے کہ ہم چھ مسلمان ایک دفعہ بحر اوقیانوس کو سمندری جہاز کے ذریعے طے کر رہے تھے۔ ہم نے نیویارک جانا تھا۔ جہاز میں کل ۱۲۰ افراد سوار تھے اور ہم چھ کے علاوہ اور کوئی مسلمان نہیں تھا۔ جمعہ کے دن ہم نے سوچا کہ نماز جمعہ سمندر کے بیچ جہاز میں ہی پڑھیں۔ اس مذہبی فریضے کی ادائیگی کے ساتھ ایک عیسائی مشنری کے مبلغ کے مقابل جو اپنی تعلیمات میں بعض اوقات ہمیں بھی مسیحیت کی طرف دعوت دیتا تھا۔ کچھ اسلامی شعائر کا مظاہرہ بھی کریں۔

میں خطبہ پڑھ کر نماز جمعہ کی امامت کرنے لگا۔ پانچ آدمی ماموم اور کشتی کے باقی مسافر ہمارے گرد حلقہ بنا کر دیکھنے میں محو ہو گئے۔ نماز کے ختم ہونے کے بعد لوگوں کے کچھ گروہ ہمارے پاس آئے اور اس مذہبی فریضے کی ادائیگی کی توفیق

پر ہمیں مبارک باد دینے لگے۔ ان لوگوں میں ایک خاتون بھی تھیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ یوگوسلاویہ کی تھیں اور مسیحی تھیں۔ مارشل ٹیٹو کے کمیونسٹ جہنم سے فرار ہو کر آ رہی تھیں۔ اس خاتون نے غیر معمولی حد تک ہماری نماز سے اثر لیا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنے آپ پر قابو نہیں پا رہی تھیں اور ملی جلی انگریزی میں بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی۔ انہوں نے اپنی باتوں کے دوران پوچھا کہ آپ کس زبان میں یہ عبادت کر رہے تھے اور یہ عبادت کیا تھی۔ ہم نے سمجھایا کہ یہ جمعے کی نماز ہے اور ہمارا اسلامی فریضہ ہے اور ہم نے عربی زبان میں عبادت کی ہے۔

انہوں نے کہا، ''اگرچہ میں نے آپ کی گفتگو میں سے کچھ بھی نہیں سمجھا، لیکن اتنا ضرور سمجھی کہ آپ کے خطبے کے دوران چند جملے ایسے تھے جو آپ کی باقی تقریر سے ممتاز تھے جن کی تاثیر اور نفوذ غیر معمولی تھی۔ ان جملوں نے میرے بدن میں لرزہ پیدا کیا۔ اور مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ کا امام جب یہ جملے کہہ رہا تھا تو یہ جملے ''روح القدس'' سے بھرے ہوئے تھے''۔

ہم سوچنے لگے تو متوجہ ہوئے کہ خطبے کے دوران یہ جملے قرآن کریم کی آیات تھی جنہیں خطبے کے دوران میں نے پڑھا تھا۔ ہمیں اس نکتے نے ہلا کر رکھ دیا کہ صرف آیات قرآن کا لحن اس قدر مؤثر ہے جبکہ اس کے معنی وہ خاتون بالکل نہیں جانتی تھیں، جو اسے متاثر کر سکے۔

(تفسیر نمونہ، ج ۸، ص ۲۹۴)

﴿۴۲﴾

وزیر کا گریہ کرنا

جس وقت "موفق" عراق کا وزیر تھا۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ جماعت میں شریک تھا کہ امام نے نماز میں قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار.

(سورۂ ھود، آیت ۱۱۳)

تم لوگ ظالموں کی طرف جھکاؤ مت رکھو اگر ایسا کرو گے تو تمہیں جہنم کی آگ گھیر لے گی۔

یہ وزیر اپنا جھکاؤ ظالم بادشاہ کی طرف رکھتا تھا بلکہ خود بھی ظالم تھا۔ یہ آیت سن کر خوف سے بے ہوش ہو کر زمین پر گرا۔ اسے ہوش میں لایا گیا اور وجہ پوچھی تو کہنے لگا، یہ آیت ان لوگوں کے لیے ہے جو ظالموں کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں مگر ان کا کیا ہو گا جو خود ظالم ہیں۔

(منہاج الصادقین، ج ۴، ص ۳۶۰)

جب قرآن ظالموں کے سخت دلوں پر اتنی تاثیر پیدا کرتا ہے تو مومنین کے دل تو خدا اور قیامت پر عقیدہ کی وجہ سے زیادہ اولی ہیں کہ اثر لیں۔ اور آیات الٰہی کے سننے پر تاثیر قبول کریں کیونکہ خداوند عالم نے مومنین کی صفت یہ بیان کی ہے، "جب ان لوگوں پر آیات رحمان پڑھی جاتی ہیں تو گریہ کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں"۔ (سورۂ مریم، آیت ۵۱)

﴿۴۳﴾

اسلام کے بدترین دشمنوں کے دلوں میں قرآن کا نفوذ

ابوسفیان، ابوجہل اور اخنس بن شریک اسلام کے سب سے بڑے مخالفین تھے۔ ایک دن ایک دوسرے کو اطلاع دیئے بغیر اپنے گھروں سے نکلے اور حضور اکرمؐ کے دولت کدے کی طرف نکل پڑے تاکہ آپؐ سے قرآن کو سنیں۔ یہ لوگ مخفی طور پر آئے اور ایک الگ گوشے میں خاموشی سے اس طرح بیٹھ گئے کہ کوئی دوسرا انھیں نہ پہچان سکے۔ یہ تینوں ایک دوسرے سے بے خبر صبح تک وہاں بیٹھے رہے تاکہ قرآن سنیں اور جس وقت صبح ہوئی تو مجبور ہو کر نکلے اور اپنے گھروں کی طرف لوٹے۔ نصف راستے میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے سے آگاہی بھی حاصل ہوئی تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ آخر کار ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہماری حالت کا علم عام لوگوں کو ہو جائے تو وہ ہمارے بارے میں کیا کہیں گے۔

دوسری رات پر بھی ایسا ہی ہوا۔ قرآن کی کشش ان تینوں کو کھینچ لائی اور پیغمبر اکرمؐ کے گھر پہنچ گئے۔ جب واپس ہونے لگے تو نصف راہ میں پھر ایک دوسرے سے ملے۔ ایک دوسرے کو ملامت کیا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا اور تینوں افراد پھر ایک دوسرے کو اطلاع دیئے بغیر پہنچے اور صبح تک اسی طرح قرآن سنتے رہے اور ہر ایک اپنے آپ

سے کہتا تھا کہ اگر واقعی محمد کا دین درست ہے تو ہم بڑے خطا کار ہیں۔

صبح ہوئی اجالا پھیلنے لگا تو تینوں سادہ لوح عوام کے خوف سے نکلے اور اپنے گھروں کو چل دیئے۔ راہ میں پھر ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی اور تینوں نے بیک آواز ایک دوسرے کے سامنے اقرار کیا کہ محمدؐ کے آئین اور قرآن کی کشش کے سامنے بے بس ہیں۔

(فروغ ابدیت ،ج ا ،ص ۲۰۷)

﴿۴۴﴾

پیغمبر اکرمؐ کے قرأت کی تاثیر

حضور اکرم ﷺ مکہ سے طائف میں عکاظ کے بازار میں آئے تاکہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں لیکن یہاں پر کسی نے بھی آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہا۔ آپؐ مجبوراً مکہ کی طرف واپس آئے اور ایک وادی میں جس کا نام ''وادی جن'' تھا پہنچے۔ جب رات کے وقت حضور اکرم ﷺ وہاں سے گزر رہے تھے تو آپؐ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے گزر رہے تھے۔ عین اسی وقت جنوں کی ایک جماعت بھی وہاں سے گزر رہی تھی۔ انھوں نے آپ کی آواز سنی اور ایک دوسرے سے کہا، خاموش ہو جاؤ۔ سب خاموش ہوئے اور آپ کی تلاوت سننے میں مشغول ہوئے۔ تلاوت سننے کے بعد وہ آپؐ پر ایمان لے آئے اور اسلام کے مبلغین میں شامل ہوئے۔ اپنی قوم میں آکر اسلام کی دعوت دی اور ان میں سے بھی کچھ ایمان لائے اور سب مل کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں پہنچے اور آپؐ نے ان کو اسلامی تعلیمات

سے آگاہ کیا۔

(تفسیر نمونہ، ج ۲۱، صفحہ ۳۶۵)

﴿۴۵﴾

اس آیت نے مجھے رلا دیا ہے

عبداللہ بن رواحہ حضور اکرمؐ کے جلیل القدر صحابہ میں سے ایک تھے۔ جنگ موتہ میں شہادت پائی۔ "موتہ" شام کا ایک نواحی علاقہ تھا جو روم کے زیر حکومت تھا۔

حضور اکرمؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو تین ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ موتہ روانہ فرمایا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرمؐ اور احباب سے رخصت ہونے لگا تو رو دیا۔

ان سے پوچھا کہ تمھارے رونے کی وجہ کیا ہے۔ کس چیز نے تجھے رونے پر مجبور کیا۔ جواب دیا، خدا کی قسم میں دنیا سے کوئی محبت نہیں رکھتا، لیکن جس چیز نے مجھے رلایا ہے وہ آیت ہے جسے میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے:

و ان منکم الا واردھا علی ربك حتما مقضیاً ننجی الذین التقو و نذر الظالمین فیھا جثیا.

(سورہ مریم، ۷۱، ۷۲)

تم میں سے ہر ایک وارد جہنم ہو جائے گا اور یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے۔ اس کے بعد جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے۔ نجات دیں گے اور ظالموں کو جو

زانوں تک ڈوبے ہوئے ہوں گے وہیں رہنے دیں گے۔

اب میں نہیں جانتا کہ جب جہنم میں داخل کیا جاؤں گا تو نکلوں گا کیسے۔

مسلمانوں نے کہا، خدا تیرا حامی ونگہبان ہو اور ہر بلا سے محفوظ رکھے اور صحیح وسالم کامیابی کے ساتھ واپس یہاں لائے۔

مگر عبداللہ بن رواحہ تو اللہ کی راہ میں شہادت کا طلبگار تھا۔ اس نے تین اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

میں خدا سے دو چیزوں کا طالب ہوں۔ ایک تو گناہوں کی معافی اور دوسری ایک ایسی ضربت جو سر سے دانتوں تک پہنچے اور مجھے شہادت تک پہنچائے یا کسی کے ہاتھ میں کوئی ایسا تیز نیزہ ہو جو میرے خون کا پیاسا ہو اور میرے دل اور جگر کے پار ہو جائے اور جب لوگ میری قبر کے پاس سے گزریں تو کہہ سکیں کہ آفرین ہو اس جوان پر جو شہادت کے درجے پر فائز ہوا۔

(سیرت ابن ہشام، ج ۴، ص ۱۵)

﴿۴۶﴾

فضیل بن عیاض پر قرآن کی تاثیر

فضیل بن عیاض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے معتمد راویوں میں سے ایک تھا۔ اپنے زمانے کے مشہور زاہدوں میں سے تھا۔ اپنی عمر کے آخری ایام کعبے کے قریب گزارے اور وہیں پر عاشورا کے دن داعی اجل کو لبیک کہا۔

ابتدا میں وہ ایک خطرناک ڈاکو تھا اور تمام لوگ اس کے نام سے وحشت

کھاتے تھے۔ ایک رات اپنے مذموم مقاصد کے لیے فضیل بن عیاض ایک دیوار سے گزر کر گھر میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ وہ دیوار پر چڑھا تھا تو کسی دوسرے گھر میں ایک بیدار شخص قرآن کی تلاوت میں مشغول تھا جس وقت فضیل دیوار کے اوپر تھا تو وہ اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا:

الم يأن للذين امنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله ......

(سورہ حدید آیت ۱۴)

کیا مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آپہنچا ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے خشوع و خضوع کریں۔

یہ آیت ایک تیر کی مانند جا کر فضیل کے آلودہ دل کو لگی اور اسے گویا شکار کیا۔ اسے دل میں ایک اندرونی درد اور سوز کا احساس ہوا اور ایک عجیب جھٹکا کھایا۔ اور سوچنے لگا کہ یہ کون کہہ رہا ہے؟ کسے کہہ رہا ہے؟ یہ پیغام کسے دے رہا ہے؟ مجھے ہی کہہ رہا ہے کہ اے فضیل کیا تمہارے بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا ہے؟ اس گناہ کے راستے سے لوٹ جاؤ اور توبہ کر۔ اس کے بعد اچانک فضیل کی پکار بلند ہوئی۔ مسلسل کہے جا رہا تھا:

بلى والله الآن ، بلى والله الآن

ہاں کیوں نہیں خدا کی قسم ابھی ہی وہ وقت آن پہنچا ہے، کیوں نہیں خدا کی قسم ابھی ہی وہ وقت آن پہنچا ہے۔

اس نے اپنا ارادہ مصمم کیا تھا اور ایک ہی جست میں بدبختوں کی صف سے نکل کر نیکوں کی صف میں جگہ پا گیا۔ وہ وہیں چھت کی دیوار سے نیچے اترا اور واپس

ہوا۔ راستے میں کھنڈر کے قریب سے گزرا تو ایک کارواں کے چند لوگ وہاں چھپے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ اس وقت یہاں سے نکلنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے کیونکہ فضیل اور اس کے گروہ کے افراد تاک میں ہیں اور ہمارا اسارا اماں لوٹ لیں گے۔

فضیل نے ایک اور جھٹکا کھایا اور اپنے آپ کو ملامت کی کہ کیا ہی برا آدمی ہوں جو میرے خوف سے اتنے سارے مسلمان اس کھنڈر میں چھپے ہوئے ہیں۔ اسی وقت آسمان کی طرف رخ کیا۔ خلوص دل سے توبہ کی اور خانہ خدا کی ہمسائیگی اختیار کرنے مکہ کی طرف چل پڑا اور اولیاء اللہ کی صف میں شامل ہوا۔

(تفسیر نمونہ، ج ۲۳، ص ۳۴۵)

۴۷

قرآن نے عرب فلسفی کو لرزا دیا

ولید عرب کے قاضیوں میں سے ایک تھا اور عربوں کی بہت ساری مشکلات ان کے ہاتھوں حل ہوئیں۔ بڑا امیر شخص تھا۔ قریش کا ایک گروہ تمام گھروں میں اسلام کے ممکنہ نفوذ کی مشکل کا حل تلاش کرنے ان کے ہاں گیا اور ماجرا بیان کیا اور حضرت محمدؐ کے قرآن کے بارے میں کسی فیصلے کا تقاضا کیا۔ کیا محمدؐ کا قرآن سحر و جادو ہے؟ یا کہانت ہے؟ یا تقریر و خطابت کا فن ہے؟ جسے اس نے گھڑ لیا ہے۔ اس عرب فلسفی نے ان سے مہلت مانگی کہ اس بارے میں اپنا نظریہ قرآن سننے کے بعد دے گا۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور سیدھا آکر حجر اسماعیل

کے پاس پیغمبر اکرمؐ کے پہلو میں بیٹھ گیا اور کہا، اپنے چند اشعار پڑھو۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، جو کچھ میں کہتا ہوں، وہ شعر نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے جسے اس نے تمھاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ ولید نے اصرار کیا کہ کچھ پڑھیں۔ حضور اکرمؐ نے سورہ ''فصلت'' کی ابتدائی ۳ آیات کی تلاوت کی اور جب حضور اکرمؐ اس آیت تک پہنچے کہ :

فان اعرضوا فقل انذرتكم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود.

اگر وہ لوگ منہ پھیر لیں تو کہہ دو میں نے عاد و ثمود کے صاعقہ کی مانند صاعقہ سے ڈرا دیا ہے۔

ولید لرز کر رہ گیا اور اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مبہوت ہو کر اٹھا اور گھر کی راہ لی۔ کچھ دن تو گھر سے باہر نہیں نکلا تو قریش نے اس کا مذاق اڑانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ ولید نے اپنے بزرگوں کے راستے کو ترک کر کے محمدؐ کا راستہ اختیار کیا ہے۔

(فروغ ابدیت، ج ۱، ص ۲۳۹)

﴿۴۸﴾

قریش کے سردار پر قرآن کی تاثیر

عتبہ بن ربیعہ قریش کے سرداروں میں سے ایک تھا اور جن دنوں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہ ایمان لائے، تمام قریش پر غم و حزن کے بادل چھائے ہوئے تھے اور ان کے سرداروں کو یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ اسلام اس سے بھی زیادہ پھیل

جائے گا۔

اسی دوران عتبہ نے کہا کہ میں محمدؐ کے پاس چلا جاتا ہوں اور انھیں چند پیشکشیں کرتا ہوں شاید وہ ان میں سے کوئی ایک قبول کر لیں اور اپنے نئے دین سے ہاتھ اٹھالیں۔ دوسرے تمام سرداروں نے ان کی رائے کی تائید کی۔ عتبہ اٹھا سیدھا مسجد چلا آیا جہاں حضور اکرمؐ تشریف فرما تھے۔ آتے ہی اس نے چند تعریفی جملے کہے اور اس کے بعد آپ کو اقتدار و دولت اور شادی کی لالچ دینے لگا تو حضور اکرمؐ نے فرمایا، کیا تمھاری باتیں ختم ہوئیں ؟ اس نے کہا، ہاں ختم ہوئیں۔ تو آپؐ نے فرمایا، تم ان آیات کو سنو۔ ان میں تمھاری تمام باتوں کا جواب ہے :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن الرحیم کتاب فصلت آیات قرآناً عربیاً لقوم یعلمون بشیراً و نذیراً فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون.

رحمٰن و رحیم پروردگار کے نام سے۔ حٰمٓ یہ رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو دانا و بینا لوگوں کے لیے آیات کی توضیح دیتی ہے جو عربی میں قرآن ہے اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔ بہت ساروں نے اس سے منہ پھیر لیا اور وہ سننے والے نہیں۔

(سورۂ فصلت، آیت ۱، ۲، ۳)

حضور اکرمؐ نے اس سورہ مبارکہ کی چند اور آیات بھی تلاوت کیں اور آیت نمبر ۳۷ پر پہنچ کر سجدہ کیا اور اٹھ کر عتبہ سے پوچھا اے ابا ولید کیا تم نے خدا کا پیغام سنا ؟

عتبہ کلام خدا سے اس قدر متاثر ہو چکا تھا کہ جواب نہ دے سکا۔ اپنے ہاتھوں کو سر کے پیچھے رکھ کر ٹیک لگائے ہوئے تھا اور کچھ دیر اسی طرح رہا اور کوئی بات نہ کر سکا اور ٹکٹکی باندھ کر حضور اکرمؐ کے چہرہ اقدس کو دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اٹھ کر خاموشی کے ساتھ قریش کے سرداروں کے اجتماع میں چلا گیا اور قریش کے سرداروں نے ان کا قیافہ ہی دیکھ کر بھانپ لیا کہ وہ حضرت محمدؐ کے کلام کے سامنے ہار گئے ہیں۔ سب کی نظریں عتبہ کے چہرے پر لگی ہوئی تھی۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا، کیا واقعہ پیش آیا؟ اس نے کہا، خدا کی قسم! آج محمدؐ سے جو کلام سنا ہے وہ اس سے پہلے کسی سے نہیں سنا تھا۔ خدا کی قسم! ان کا کلام نہ شعر ہے اور نہ سحر اور کہانت ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو تاکہ تمام قبائل کے درمیان تبلیغ کرے جب وہ حکومت واقتدار حاصل کرے گا تو تمھارے لیے فخر و شرف کا باعث بنے گا اور اگر شکست کھائے گا تو ہم نہیں بلکہ دوسرے ہی اسے مار ڈالیں گے اور تمہیں بھی سکون ملے گا۔

قریش کے سرداروں نے ان کے اس مشورے کا مذاق اڑایا اور کہا محمدؐ کے کلام نے اسے مبہوت کر دیا ہے۔

(فروغ ابدیت، ج ۱، ص ۲۳۱)

﴿۴۹﴾

مسیحی وفد پر قرآن کی تاثیر

مسلمان مہاجرین کا ایک قافلہ ہجرت کر کے حبشہ جا چکا تھا اور وہاں ان کی

تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں حبشہ سے عیسائی علما کا ایک وفد مکہ پہنچا اور مسجد میں حضورؐ سے ملاقات کر کے چند سوالات کیے۔ حضور اکرمؐ نے سوالات کے جوابات دیئے اور انھیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی چند آیات تلاوت کیں۔

قرآن کی آیات نے ان کی ذہنیت کو اس قدر بدل دیا کہ بے اختیار رونے لگے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔ تمام نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا انجیل میں موجود نشانیاں بتائی گئی تھیں۔ وہ تمام آپؐ میں موجود ہیں۔

(فروغ ابدیت، ج ۱، ص ۴۵۸)

﴿۵۰﴾

آیت کے نازل ہونے کے بعد گریہ

سورہ تحریم کی آیت نمبر ۶ نہایت ہی موثر اور ہلا کر رکھ دینے والی ہے جس میں ارشاد ہوا:

یایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ ......

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ اس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ایک مسلمان شخص بیٹھ کر رونے لگا اور کہنے لگا مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں اپنی حفاظت کر سکوں۔ اس کے ساتھ اب اہل و عیال کی حفاظت کی ذمے داری بھی آگئی۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا اسی قدر کافی ہے کہ اپنے آپ کو جیسے نیکی کرنے کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہو، انھیں بھی نیکی کا حکم دو اور برائیوں سے روکو۔

(وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۰۱)

﴿۵۱﴾

ایک نمونے کا سامع قرآن

عبداللہ بن حنظلہ جو حنظلہ غسیل الملائکہ کا بیٹا ہے اور خود حنظلہ کی شادی ہوئی تو صرف ایک رات دلہن کے پاس گزار کر لشکر اسلام میں آکر شامل ہوا اور حضور اکرمؐ کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچ کر شہادت پائی۔ ان کا بیٹا عبداللہ بھی اسی طرح ایک فاضل و صالح انسان تھا۔ اسلام اور قرآن پر محکم ایمان رکھنے والا تھا۔ ایک دفعہ قرآن کی آواز ان کے کانوں تک پہنچی جو اہل جہنم کے بارے میں تھی۔ اس کے سنتے ہی رونے لگا اور اس قدر رویا کہ لوگ سمجھنے لگے کہ ابھی مر جائے گا۔ کافی رونے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا، تو اسے بیٹھنے کو کہا گیا۔ تو اس نے جواب دیا:

جہنم کی یاد نے مجھے بیٹھنے سے روکا ہوا ہے اور کہا، معلوم ہے کہ میں ان میں سے ایک نہیں ہوں۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۱۴۸)

نتیجہ: عزیزو! اس واقعے پر غور کرو اور اپنے بارے میں سوچو اور اس کے بعد موازنہ کر کے اس کے نتائج پر غور و فکر کیا جانا چاہیے کہ ابتدائی نقطہ کہاں سے ہے اور اس راہ میں خداوند عالم سے مدد مانگو جو بہترین مدد کرنے والا ہے۔

چند منتخب سورتیں

﴿۵۲﴾

ایک نوجوان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور خود خود چوری کرنے کا اعتراف کیا تاکہ اس پر حد جاری کیا جائے اور یہ اس گناہ سے بری الذمہ ہو جائے اور آخرت کے عذاب سے نجات پائے۔ (یعنی اس وقت سوائے اس کے اعتراف کے اور کوئی گواہ نہیں تھا اور یہ خود اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر توبہ کر چکا تھا۔ اس لیے امیر المومنینؑ اسے معاف کر سکتے تھے مگر امامؑ نے اپنی ذاتی خواہش سے حد ساقط نہیں کیا۔ آپؑ نے فرمایا، تم نوجوان ہو اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے حد کے لیے آمادگی ظاہر کی ہے۔ لہذا میں تم پر حد جاری نہیں کروں گا۔ بتاؤ تمھیں قرآن میں سے کچھ یاد ہے۔ اس نے کہا، ہاں مجھے سورہ بقرہ یاد ہے۔ آپؑ نے فرمایا سورہ بقرہ کی وجہ سے تمھارا ہاتھ تمھیں واپس کرتا ہوں۔

(وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص ۲۸۸)

﴿۵۳﴾

سورۃ الکافرون کی آیات کا تکرار

حضرت امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں ایک مادہ پرست ملحد ابو شاکر دیصانی تھا۔ اس نے ابو جعفر احول سے سورہ کافرون میں آیات کی تکرار پر دلیل طلب کی اور کہا، کیا یہ ممکن ہے کہ حکیم شخص اپنے کلام میں اس قسم کا تکرار

کر سکتا ہے؟

ابو جعفر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس لیے خاموش رہا اور مدینے پہنچ کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا، اس کی تکرار کی وجہ یہ ہے کہ قریش نے رسولؐ خدا کو پیشکش کی تھی کہ ایک سال تم ہمارے خداؤں کی پوجا کرو تاکہ دوسرے سال ہم تمھارے معبود کی عبادت کریں پھر دوسرے سال دوبارہ تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو تاکہ اس سے اگلے سال پھر ہم تمھارے معبود کی عبادت کریں۔ چونکہ ان لوگوں نے تکرار کے ساتھ پیشکش کی تھی لہذا خداوند عالم نے بھی ان کے جواب میں آیات کی تکرار کی ہے۔ جس وقت ابو شاکر کو ابو جعفر نے یہ جواب بتایا تو اس نے کہا یہ جواب تمھارا نہیں بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔

(تفسیر نمونہ ج ۲۷، ص ۳۸۸)

﴿۵۴﴾

سورہ زلزال کی کہانی

راوی کہتا ہے کہ میں نے "ابو امید" کو دیکھا کہ مسجد الحرام کی ہر جگہ دو رکعت نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا کر رہا ہے؟ ایک ہی جگہ نماز کیوں نہیں پڑھ رہا ہے؟

انھوں نے جواب دیا، اس لیے کہ میں جس جگھوں پر نماز پڑھوں گا وہ تمام جگھیں قیامت کے دن گواہی دیں گی۔ ساتھ ہی انھوں نے یہ آیت پڑھی:

یومئذٍ تحدث اخبارھا.

اس دن روئے زمین اس پر ہونے والے تمام واقعات کی خبر دے گی۔

نتیجہ: زمین اپنی گردش کے ساتھ ٹیپ کے کیسٹ کی مانند تمام واقعات کو اپنے اندر محفوظ کر رہی ہے تاکہ قیامت کے دن لے جا کر سنائے۔ کیا ہی تعجب انگیز مرحلہ ہوگا کہ زمین آواز دے گی اور جو کچھ ہوا ہے اسے فرفر سنائے گی۔ بدکار پریشان ہوں گے اور نیکوکار خوشحال ہوں گے اور زمین کے قطعات جس قدر کسی انسان کے نفع میں گواہی دیں گے اسی قدر اس کے حق میں بہتر ہوگا اور اسے بے پناہ مسرت ہوگی۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی، ج ۱۲، ص ۱۳۶)

﴿۵۵﴾

وہ سورہ واقعہ پڑھتی ہیں

حضور اکرمؐ کے مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بیمار ہوئے اور اسی بیماری میں وفات پا گئے۔ ان کی بیماری کے وقت عثمانؓ ان کی عیادت کے لیے گئے اور انھیں غمگین پایا اور پوچھا، کیونکر غمگین ہو؟ کہا اپنے گناہوں کی وجہ سے۔ پوچھا، کوئی چیز چاہیے؟ کہا، پروردگار کی رحمت چاہیے۔ پوچھا، طبیب کو بلاؤں۔ کہا، طبیب نے ہی بیمار کیا ہے۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں حکم دوں کہ بیت المال سے کچھ بھیج دیں۔ ابن مسعودؓ نے کہا، جس وقت میں ضرورت مند تھا کچھ نہیں دیا۔ آج جب مجھے ضرورت نہیں تو دینا چاہتے ہو۔

عثمانؓ نے کہا، میں آپ کی بیٹیوں کے لیے دینا چاہتا ہوں۔ ابن مسعودؓ نے کہا وہ بھی ضرورت مند نہیں ہیں۔ میں نے انھیں کہا ہے کہ ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کریں کیونکہ میں نے حضور اکرم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس گھر میں ہر رات سورہ واقعہ پڑھی جائے گی وہاں کبھی بھی تنگدستی نہیں ہوگی۔

(مجمع البیان، ج ۱، ص ۲۱۲)

﴿۵٦﴾

کون روزانہ قرآن ختم کرتا ہے

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن رسول اکرمؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا، تم میں سے کون ایسا ہے جو روزانہ روزہ رکھتا ہے؟ سلمانؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہؐ میں ہر روز روزہ رکھتا ہوں۔

حضورؐ نے پوچھا، تم میں سے کون ہے جو ساری رات جاگ کر عبادت کرتا ہے۔ سب خاموش رہے اور سلمانؓ نے کھڑے ہو کر کہا، یارسول اللہؐ میں ساری رات جاگ کر عبادت کرتا ہوں۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا، تم میں سے کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے۔ سلمانؓ نے کھڑے ہو کر کہا، یارسول اللہؐ میں ہر روز قرآن ختم کرتا ہوں۔

یہ سن کر ایک صحابی کو بہت ناگوار گزرا اور کہا، یارسول اللہؐ سلمان ایک عجمی ہے اور چاہتا ہے کہ قریش پر برتری حاصل کر کے فخر کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو تمام دنوں میں روزے رکھتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں ہوں۔ جبکہ میں نے اکثر دن میں اس کو کھانا کھاتے دیکھا ہے۔ جب آپؐ نے پوچھا

کہ کون ہے جو ساری رات جاگ کر عبادت کرتا ہے؟ تب بھی وہ کہتا ہے کہ میں۔ جبکہ میں نے اکثر راتوں کو اس سوئے ہوئے دیکھا ہے۔ جب آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے۔ تب بھی اس نے یہی جواب دیا کہ میں۔ جبکہ میں نے اسے اکثر دنوں میں چپ چاپ بیٹھے دیکھا ہے۔

یہ سن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا، اے فلاں! خاموش ہو جا۔ تم لقمان حکیم کا مقابلہ کیا کر سکتے ہو؟ خود اس سے پوچھو تو وہ تمھیں بتا دے گا۔

اس شخص نے سلمانؓ سے پوچھا، اے ابا عبداللہ کیا تمھارا خیال یہ ہے کہ تم روزانہ روزے رکھتے ہو۔ سلمان نے کہا، ہاں! اس شخص نے کہا، مگر میں نے تو آپ اکثر دن میں کھانا کھاتے دیکھا ہے۔

سلمان نے کہا، ایسا نہیں ہے جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے۔ میں تو مہینے میں تین دن روزہ رکھتا ہوں اور خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بندہ ایک نیک کام کرے گا تو میں اسے دس گنا اجر دوں گا۔ میں ہر مہینے کے روزے رکھتے ہوئے شعبان کے روزوں کو ماہ رمضان کے روزوں کے متصل کرتا ہوں اور یہ ہمیشہ کے روزے ہو گئے۔

اس شخص نے کہا، کیا تم نے یہ نہیں کہا کہ تم ساری راتوں کو جاگ کر عبادت کرتے ہو۔ سلمانؓ نے کہا، ہاں! اس شخص نے کہا، تم تو اکثر راتوں کو سوئے ہوتے تھے۔

سلمان نے کہا، مگر ایسا نہیں جیسا آپ نے سمجھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص باطہارت سوئے گا تو ایسا ہے جیسا کہ پوری رات جاگ کر

عبادت کی ہو اور میں ہر رات باطہارت سوتا ہوں۔

اس شخص نے کہا کہ کیا تم نے یہ نہیں کہا کہ میں ہر روز قرآن ختم کرتا ہوں۔ سلمانؓ نے کہا، ہاں! میں نے کہا ہے۔ مگر آپ تمام دنوں میں خاموش نہیں رہتے تھے؟ سلمان نے کہا، مگر ایسا نہیں ہے جیسا آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ اللہ کے حبیب حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا ہے، اے ابو الحسن تیری مثال میری امت میں ایسی ہے جیسے قرآن میں سورہ قل ھواللہ کی ہے۔ جو کوئی بھی اسے ایک دفعہ پڑھے گا تو گویا اس نے ایک سوم قرآن ختم کیا اور جس کسی نے سورہ توحید کو دوبار پڑھا تو اس نے دو سوم قرآن پڑھا اور جس کسی نے تین دفعہ پڑھا تو گویا اس نے پورا قرآن پڑھا۔

اسی طرح اے علیؑ! جس کسی نے تمھیں صرف زبان سے دوست رکھا۔ اس نے گویا اپنا ۳ / ۱ ایمان مکمل کیا اور جس کسی نے زبان اور دل دونوں سے دوست رکھا اس نے اپنا دو ثلث ایمان مکمل کیا۔ اور جس کسی نے زبان اور دل سے دوست رکھنے کے ساتھ سیرت علی کی پیروی بھی کی تو گویا اس نے اپنا ایمان کامل کیا۔

اے علیؑ! اس خدا کی قسم جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا اگر تمام اہل زمین، اہلِ آسمان کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو کوئی ایک بھی جہنم کی آگ میں نہیں جلایا جاتا۔

اور میں سورۂ توحید کو دن میں تین بار پڑھتا ہوں۔ اور یہ سن کر وہ شخص لاجواب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ (بحار الانوار، ج ۹۲، ص ۳۴۵)

﴿۵۷﴾

سورۂ توحید کے ساتھ محبت

پیغمبر اکرمؐ نے ایک دفعہ ایک گروہ کو کسی جنگ میں بھیج دیا اور حضرت علیؑ کو ان کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ جب وہ لوگ وہاں سے واپس پہنچے تو حضور اکرمؐ نے ان سے احوال پوچھے کہ کیسی گزری۔ تو انھوں نے جواب میں کہا، سب ٹھیک ٹھاک رہے، مگر ایک غور طلب اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی تمام باجماعت نمازوں میں حمد کے بعد سورہ توحید کی قرأت کی۔

پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے پوچھا، ''اے علیؑ! تم نے اپنی نمازوں میں صرف سورہ توحید کیوں پڑھی''؟

حضرت علیؑ نے جواب دیا، ''اس محبت کی وجہ سے جو میں ''قل ھواللہ احد'' کے ساتھ رکھتا ہوں''۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا، ''تم نے جب اس سورہ کے ساتھ محبت رکھی تو خداوند عالم نے تمھارے ساتھ محبت رکھی ہے''۔

(وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۷۴۰)

منتخب آیتیں

﴿۵۸﴾

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبر اکرمؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

و آخرین منهم لما یلحقوا بهم وهوالعزیز الحکیم

(سورہ جمعہ)

اور دوسرے لوگ (جب پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ) شامل ہو جائیں گے اور وہ علیم وحکمت والا ہے۔

تو ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ یہ لوگ کون ہیں تو حضور اکرمؐ نے سلمانؓ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

لوکان الایمان فی الثریا لنالته رجال من هؤلاء .

اگر ایمان ثریا (ستارے) تک پہنچ جائے تو بھی اس کی قوم کے افراد وہاں تک پہنچ جائیں گے۔

(مجمع البیان، ج ۱۰، صفحہ ۲۸۴)

توضیح: تاریخ اسلام نے ثابت کیا ہے کہ ایرانیوں نے دوسروں کی نسبت تعلیم وتزکیہ حاصل کر کے ایمان کی منزل پائی اور اسلام کی عظیم خدمت کی ہے اور بیسویں صدی میں حضرت امام خمینیؒ کی رہبری میں اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔

۵۹

قرآن کا قاری بخشا گیا

جس وقت نصیر بن احمد نیشاپور کا بادشاہ بنا اور رسم تاج پوشی ادا کی جارہی تھی اور لوگ جوق در جوق اس کے پاس آرہے تھے اور مبارکباد دے رہے تھے تو اس کے دل میں ایک غرور سا پیدا ہونے لگا تو اس نے حاضرین میں سے کہا، کوئی ہے جو قرآن کی کوئی آیت پڑھے۔ ایک شخص نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اس آیت تک پہنچا:

لمن الملك اليوم .

(سورہ مومن، آیت ۱۴)

آج کے دن کی بادشاہت کس کی ہے؟

نصیر بن احمد یہ سنتے ہی تخت سے نیچے اترا اور تاج اتار کر سجدے میں گر گیا اور کہنے لگا "لك الملك لالي" خداوندا حکومت وسلطنت تیرے لیے ہے، میرے لیے نہیں۔

کچھ مدت کے بعد وہ شخص مر گیا جس نے قرآن کی تلاوت کی تھی۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کی حالت کے بارے میں پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا تو کہنے لگا، خداوند عالم نے میری بخشش کی اور مجھ سے فرمایا:

تو نے میرے بندے نصر بن احمد کی تاج پوشی کے دن اس آیت کی تلاوت

کر کے اس کے دل میں میری عظمت پیدا کی اس وجہ سے میں نے تجھے بخش دیا۔

(نمونہ نفوذ و تاثیر آیات قرآن، ص ۱۳۱)

نتیجہ : موقع و محل کی مناسبت سے قاری آیتوں کا انتخاب کر کے ان کی تاثیر میں اضافہ کر سکتا ہے۔

﴿۶۰﴾

قرآن جو دریا میں گر گیا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، ایک دفعہ ایک قرآن سمندر میں گر گیا۔ اس کی تمام تحریر مٹ گئی، مگر ایک آیت محفوظ رہ گئی تھی اور وہ یہ تھی :

الا الی اللہ تصیر الامور .

(شوریٰ، آیت ۵۳)

لوگو تمام امور کی بازگشت خدا کی طرف ہے۔

(اصول کافی، کتاب فضل قرآن)

﴿۶۱﴾

یہ آیت سب کے لیے کافی ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے عظیم صحابی ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا "قرآن کریم میں ایک آیت ایسی ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو سب کے لیے کافی ہے اور آپؐ نے اس آیت کی تلاوت کی :

و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب .

(سورہ طلاق، آیت ۲، ۳)

جو شخص خدا سے تقویٰ اختیار کرے گا۔ خداوند عالم اس کو ایسی جگہوں سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی، جلد ۱۱، ص ۱۸۳)

﴿۶۲﴾

تمام طب اسی آیت میں جمع

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن مجتبیٰؑ سے فرمایا، بیٹے اگر تم چاہو تو تمھیں چار چیزوں کی نصیحت کروں جس پر عمل کرنے کے بعد تم طبیب کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاؤ گے ؟ حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا، جی ضرور بتائیں۔ فرمایا :

۱) کھانا اس وقت کھاؤ جب تمھیں بھوک لگے۔

۲) تھوڑی سی بھوک باقی رکھ کر کھانے سے ہاتھ اٹھالینا۔

۳) غذا کو مکمل طور پر چبا کر کھانا۔

۴) سونے سے پہلے رفع حاجت کر کے سونا۔

جب تک تم ان چار چیزوں پر عمل کرو گے تم حکیم یا طبیب سے بے نیاز ہو جاؤ گے اور قرآن مجید میں ایک آیت ایسی ہے جو سارے کا سارا طب اپنے اندر رکھتی ہے :

کلوا وشربوا ولا تسرفوا .

(سورہ اعراف، آیت ۳)

کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔

(بحار الانوار، ج ۶۲، ص ۲۹۷)

﴿۶۳﴾

جھنجھوڑنے والی آیت

رسول اکرم ﷺ نے کسی مجلس میں ایک دفعہ سورہ زلزال کی یہ آیت تلاوت فرمائی :

فمن یعمل مثقال ذرة خیراً یره و من یعمل مثقال ذرة شراً یره .

(سورہ زلزال، آیت ۷، ۸)

جو کوئی ذرہ برابر نیک عمل انجام دے گا وہ بھی دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی دیکھ لے گا۔

اس آیت کی تلاوت سن کر ایک خانہ بدوش عرب متاثر ہو کر پوچھنے لگا، یا رسول اللہؐ کیا ایک ذرہ کا بھی حساب کیا جائے گا؟

حضور اکرمؐ نے فرمایا، ہاں۔ خانہ بدوش نے کھڑے ہو کر کہا، وائے ہو ہماری برائیوں کے ظاہر ہونے پر۔ اور ساتھ ہی گریہ شروع کیا۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا، اس خانہ بدوش کے دل میں خدا پر ایمان بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ معصعہ نے حضور اکرمؐ کو یہی سورہ پڑھتے ہوئے سنا

توکہا، قرآن میں سے صرف اسی سورہ کو جب میں نے سنا تو میں نے اسے اپنے لیے کافی جانا۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی، ج ۱۴، صفحہ ۱۴۷)

﴿٦٤﴾

سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں شفاعت کے موقف پر کھڑے گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ یہاں تک کہ خداوند عالم پوچھے گا کہ اے محمدؐ! کیا اس پر راضی ہو؟ میں کہوں گا، ہاں میں راضی ہوں۔ میں راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا قرآن کی سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت یہی ہے:

ولسوف یعطیك ربك فترضی .

عنقریب تمھارا پروردگار، تمھیں اتنا کچھ عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

تفسیر نمونہ، ج ۲۷، ص ۹۹)

قرآن کے تعجب انگیز واقعات

﴿٦٥﴾

شیخ مفید فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو کوفہ کے گلی کوچوں اور تمام قبائل کے ہاں گھمایا جائے۔

زید بن ارقم کہتا ہے کہ میں اپنے گھر کی اوپر والی منزل میں تھا۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک سر نیزے پر نصب ہے۔ اس طرف سے گزارا جا رہا ہے اور جب سر اقدس میرے گھر کے قریب سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ آیت تلاوت کر رہا تھا:

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیتنا عجباً.

کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ اصحاب کھف اور رقیم ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر ہیں۔

(در کربلا چہ گزشت، ص ۵۳۴)

نتیجہ: یہ معجزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت کا ایک گوشہ ہے جو اس وقت کے یزیدی معاشرے میں واقع ہوا تا کہ لوگ یہ جان لیں کہ انھوں نے کس عظیم شخصیت کی مخالفت کی ہے اور یہ لوگ کس قدر فاسد اور منحرف تھے جو حسینؑ پر ظلم کر رہے تھے۔

﴿٦٦﴾

قاری کے منور چہرے

نے سارے محاذ کو روشن کیا

ایک دفعہ حضور اکرمؐ نے ایک لشکر کسی کافر قوم کی طرف بھیجا تھا جو مسلمانوں کے ساتھ نہایت ہی دشمنی رکھتے تھے۔ کافی وقت گزرنے کے بعد بھی جب ان کی کوئی خبر نہیں پہنچی۔ پیغمبر اکرمؐ کو ان کی فکر ہوئی اور فرمایا کاش کوئی ان کے بارے میں کوئی خبر لے آتا۔

اسی دوران خداوند عالم کی طرف سے آپ کو بشارت ہوئی کہ یہ لوگ اپنے دشمن پر کامیاب ہو گئے ہیں۔ دشمن کو قتل یا زخمی کر دیا ہے جو بچ گئے ہیں، انھیں قید کر لیا ہے۔ ان کے اموال کو غنیمت میں لے کر ان کے گھر والوں کو بھی اسیر کیا ہے۔

جب یہ لشکر واپس آ کر مدینے کے قریب پہنچا تو حضور اکرمؐ اپنے صحابہ کے ساتھ ان کے استقبال کے لیے گئے اور جب زید بن حارث کی نظر آپؐ پر پڑی تو وہ سواری سے نیچے کود گئے اور آ کر حضور اکرمؐ کے ہاتھ پاؤں پر بوسے دیئے۔

آپؐ نے بھی انھیں گلے سے لگایا اور ان کے سر پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ اونٹ سے نیچے اترے۔ حضورؐ کی قدم بوسی کی۔ حضورؐ نے بھی انھیں گلے سے لگایا اور اس کے بعد قیس بن عاصم منقری اترے حضورؐ کی قدم

بوسی کی اور حضورؐ نے انھیں بھی گلے سے لگا لیا۔ اس کے بعد تمام لشکر والے اترے اور آپ پر درود و سلام پڑھنے لگے۔ حضور اکرمؐ نے بھی ان کے لیے دعا فرمائی اور کہا کہ اپنے کچھ حالات مجھے سناؤ۔

حالت یہ تھی کہ دشمن کی طرف سے بہت سارا مال غنیمت حاصل ہوا تھا اور بہت سارے قیدی بھی تھے اور کافی کچھ سونا چاندی بھی حاصل ہوا تھا۔ اس کے باوجود لشکر والوں نے کہا، اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپ ہمارے واقعات سے باخبر ہو جائیں گے تو ضرور تعجب فرمائیں گے۔

فرمایا، مجھے اس بارے میں کوئی خبر نہیں۔ میں خدا کی کتاب یا اس کے دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا، مگر یہ کہ میرا پروردگار مجھے جبریل کے ذریعے خبر دے جیسے کہ فرمایا:

و کذالك اوحینا الیك روحاً من امرنا ما کنت تدری ماالکتاب ولا الایمان ولکن جعلنا ٥ نوراً یھدی به من نشآء من عبادنا و انك لتھدی الی صراطٍ مستقیم ٥

(سورہ شوریٰ، آیت ۵۲)

اس طرح ہم نے اپنے حکم کی روح تمھاری طرف وحی کر کے بھیجا تم تو نہ کتاب کو جانتے تھے کہ کیا ہے؟ اور نہ ایمان کو مگر ہم نے اسے ایک نور بنایا ہے کہ اس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو۔

اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اس سفر میں جو کچھ گزرا ہے

میرے لیے بیان کرو تاکہ میں تمھاری تصدیق کروں جس کی خبر جبریل نے مجھے دی ہے۔

ان لوگوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ! جب ہم دشمن کے نزدیک پہنچے تو ہم نے ان کی طرف ایک جاسوس بھیجا کہ جا کر ان کی تعداد اور وسائل معلوم کرے۔ وہ شخص جا کر واپس آیا تو کہا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے مگر شہر کے اندر بھی انھوں نے تین ہزار افراد کو تیار کیا ہے اور ہمیں یہ دکھا رہے ہیں کہ ہم ہزار نفر ہیں اور آپس میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم صرف ہزار افراد ہیں اور ہم ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ مورچہ بنا کر جمے رہیں یہاں تک کہ حملہ آور فوج طویل اقامت کی وجہ سے تنگ آ کر چلی جائے۔ مگر یہ لوگ اس طرح ہمیں غافل رکھنے کی سازش کر چکے ہیں۔

دشمن شہر میں داخل ہو گئے اور شہر میں داخل ہونے کے تمام راستوں کو بند کیا اور ہم شہر کے باہر ہی ٹھہر گئے۔ جب رات کو تاریکی چھا گئی اور نصف رات کا وقت ہوا تھا تو انھوں نے شہر کے دروازے کھولے جبکہ ہم ان کی سازش سے بے خبر سوئے ہوئے تھے اور صرف ہمارے چار افراد بیدار تھے۔ ایک زید بن حارث جو نماز پڑھ کر قرآن پڑھنے میں مشغول تھے۔

دوسرے عبداللہ بن رواحہ تھے جو فوج کے دوسری طرف نماز میں مشغول تھے۔ تیسرے قتادہ بن لقمان تھے جو نماز پڑھ کر قرآن کی قرأت میں مشغول تھے اور چوتھے قیس بن عاصم تھے جو نماز کے دوران قرأت میں تھے۔

دشمنوں نے رات کے عین نصف میں تاریکی میں حملہ کیا اور ہم پر شب

خون مار اور ہم پر تیروں کی بارش کر دی کیونکہ وہ اپنے شہر اور اپنے ہی علاقے میں تھے۔ اپنے تمام راستوں سے آگاہ تھے۔ جبکہ ہم بے خبر تھے۔ ہم نے اپنے آپ سے کہا کہ ایک عظیم مصیبت میں گرفتار ہوئے اور شاید ہم دشمن کے نرغے میں پھنس گئے ہیں اور ساتھ ہی اس اندھیری رات میں ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم بغیر دیکھے صرف اندھیرے میں تیر پھینک رہے تھے۔

اسی دوران جبکہ ہر طرف سے ہم پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ ہم نے اچانک دیکھا کہ قیس بن عاصم کے منھ سے ایک روشنی کا گولہ نکلا جو دھکتے ہوئے آگ کی مانند تھا اور اسی طرح قتادہ بن لقمان کے منھ سے خارج ہوا جس کی چمک زہرہ اور مشتری ستاروں جیسی تھی اور ایک نور زید بن حارث کے منھ سے نکلا جو چمکتے ہوئے سورج سے زیادہ درخشاں تھا۔ ان چاروں نوروں نے میدان جنگ کو چاروں طرف سے روشن کیا اور پورے میدان جنگ میں روز روشن کی طرح روشنی پھیل گئی اور دشمن اندھیرے میں رہ گئے۔ ہم انھیں دیکھ رہے تھے اور وہ ہمیں نہیں دیکھ پارہے تھے۔

زید بن حارث نے جو میمنہ کا نگران تھا۔ فوج کو دشمنوں کے لیے تقسیم کیا اور ہم سب نے بڑھ کر انھیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ہم انھیں دیکھ رہے تھے مگر وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ گویا ہم بینائی رکھتے اور صحیح وسالم تھے مگر وہ اندھے اور شب کور تھے۔ تلواریں لے کر ہم آگے بڑھے، کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو اسیر کیا اور کچھ زخمی ہوئے۔ اس کے بعد ہم شہر میں داخل ہوئے اور وہاں کے تمام باشندوں کو اسیر کیا اور اموال کو غنیمت میں لے آئے۔

اے اللہ کے رسولؐ! ان چار افراد کے منھ سے جو روشنیاں نکلی تھیں اور تاریکی کو دشمنوں کی طرف پھیر دیا، عجیب تر تھیں اور ہم دشمن پر مسلط ہو گئے۔

(انوار الملکوت، ج ۱، ص ۲۱۶)

﴿۶۷﴾

قرآن سے ایک تعجب انگیز استخارہ

سلطان سلیمان عثمانی بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ کربلا سے حضرت علیؑ کے روضے کی زیارت کے لیے نجف جارہا تھا جب نجف اشرف میں حضرت امیر المومنینؑ کے حرم کے قریب پہنچا تو سواری سے اترا تاکہ آپؑ کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے حاضری دے۔

قاضی عسکر جو اس وقت کا مفتی اور حضرت علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھنے والا تھا۔ وہ بھی سلطان کے ساتھ تھا جب اسے بادشاہ کے ارادے کا علم ہوا تو بادشاہ سے ناراض ہو کر کہنے لگا، تم ایک زندہ بادشاہ ہو اور علیؑ ایک مردہ بادشاہ ہیں۔ تم نے کیسے پیادہ جا کر زیارت کرنے کا ارادہ کیا۔

اس سلسلے میں بادشاہ اور قاضی کے درمیان کافی باتیں ہوئیں۔ آخر کار قاضی نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اگر وہ اس کے مشورے کے بارے میں متردد ہے تو قرآن سے استخارہ کرے کیونکہ میرے نزدیک اس طرح کسی سلطان کا پیادہ چلنا اس کی شان کے خلاف اور بے ادبی ہے۔ بادشاہ نے اس کا یہ مشورہ قبول کیا اور استخارہ دیکھا۔ جب قرآن کھولا تو یہ آیت تھی:

"فاخلع نعلیك انك بالوادی المقدس طوی"

اپنے جوتے اتار دیں۔ تحقیق تم نے مقدس وادی میں قدم رکھا ہے۔

یہ دیکھ کر سلطان نے اپنے جوتے بھی اتارے اور قاضی عسکر سے کہا، تیری پیشکش نے مجھے پا پیادہ ہونے کے ساتھ پابرہنہ بھی کر دیا اور اسی طرح پیادہ پابرہنہ روضہ اطہر پر حاضری دی۔

(حکایات علماو سلاطین، ص ۱۱۶)

﴿۶۸﴾

قرآن کا بات کرنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب ایک مومن کو قیامت میں حساب کے لیے حاضر کیا جائے گا تو خدا کا کلام قرآن مجید ایک بہترین صورت میں روشن چہرے کے ساتھ حاضر ہو جائے گا۔ اور کہے گا، خداوندا! میں تیرا کلام قرآن ہوں اور یہ تیرا مومن بندہ ہے۔ اس نے مجھے پڑھنے کے لیے زحمتیں اٹھائی ہیں اور بہت اچھے لہجے میں مجھے پڑھا اور تیرے حضور نماز اور تہجد میں اس کی آنکھوں سے آنسو رواں رہتے تھے۔ پس اے میرے پروردگار جس طرح اس نے مجھے خوش رکھا ہے تو بھی اسے خوش کر۔

اس کے بعد خداوند عالم فرمائے گا، اے میرے بندے! اپنے دائیں ہاتھ کو پھیلا جب وہ ہاتھ پھیلائے گا تو خدا اس کے ہاتھ کو اپنی رضا سے بھر دے گا اور اس کے بائیں ہاتھ کو رحمت سے بھر دے گا اور اس سے کہا جائے گا، یہ بہشت

تیرے لیے ہے۔ پس یہاں قرآن کی تلاوت کرتا رہ اور اپنے درجات بلند کرتا جا۔
(اصول کافی، کتاب فضل قرآن، حدیث ۱۲)

قرآن کی مخالف تحریکیں

﴿٦٩﴾

ہشام بن حکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں اور اصحاب میں سے ایک ہے۔وہ کہتا ہے :

ابن ابی العوجا، ابو شاکر دیصانی ، عبدالملک بصری اور ابن مقفع نے (یہ چاروں امام ششم کے زمانے میں مادہ پرست علما کے سرداروں میں سے تھے) خانہ کعبہ کے قریب جمع ہو کر خانۂ خدا کا حج بجا لانے والوں کا مذاق اڑانا شروع کیا اور ساتھ ہی قرآن کریم کے بارے میں طعن تشنیع کیا۔

اس دوران ابن ابی العوجاء نے اپنے دوسرے مادہ پرست دوستوں کو پیشکش کی کہ آؤ ہم میں سے ہر ایک ۴ / ا قرآن کو نقیض ثابت کریں اور آئندہ سال اسی جگہ جمع ہو کر عوام کے سامنے اس مسئلے کو سامنے رکھیں اور ثابت کریں کہ قرآن من گھڑت اور نقائص سے بھرا ہوا ہے۔اگر ایک دفعہ قرآن کو شکست دی تو گویا نبوت کو شکست دی اور انجام کار اسلام شکست سے دوچار ہوگا اور ہمارا ہدف پورا ہوگا۔

تمام ساتھیوں نے ابن ابی العوجاء کی پیشکش کو قبول کیا اور قرآن سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کر کے الگ ہو گئے۔جب دوسرا سال آیا تو ابن ابی العوجاء نے جو خود قرآن سے مقابلہ کرنے کا اعلان کرنے والا تھا گفتگو شروع کی اور کہا کہ جب سے ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہیں میں اس ایک آیت کے بارے میں سوچ رہا

ہوں:

فلما استیأ سوا منه خلصوا نجیاً .

(سورہ یوسف آیت ۸۰)

جس وقت یوسفؑ کے بھائی (بنیامین) ان کے ملنے سے مایوس ہوئے تو باہم مل کر مشورہ کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔

میں نے جس قدر اس آیت کے بارے میں سوچا کہ اس کے معانی اور فصاحت پر کچھ اضافہ کروں مگر اس آیت نے مجھے دوسری آیات کے بارے میں کچھ کہنے سے روکا۔

یہ سن کر عبدالملک نے کہا کہ میں بھی جب سے تم لوگوں سے الگ ہو کر گیا ہوں۔ اس وقت سے اس آیت کے بارے میں سوچ رہا ہوں:

یاایھاالناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولوا جتمعوا له و ان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب .

(سورہ حج آیت ۷۳)

اے لوگو! مثل بیان کی جاتی ہے تو اسے کان لگا کر سنتے رہو کہ خدا کو چھوڑ کر تم جن لوگوں کو پکارتے ہو تو وہ لوگ اگرچہ سب کے سب اس کام کے لیے اکٹھے بھی ہو جائیں تو بھی ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے اور اگر مکھی کچھ چھین کر لے جائے تو اسے چھڑا نہیں سکتے۔

عجب لطف ہے کہ کیا ہی کمزور معبود اور کمزور بندے ہیں اور میں اس آیت کے مساوی کوئی آیت نہ لا سکا۔

ابو شاکر دیصانی نے کہا، میں بھی تمھاری طرح جب سے تم لوگوں سے الگ ہوا ہوں صرف ایک آیت کے بارے میں سوچ رہا ہوں :

لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا .

(سورہ انبیاء، آیت ۲۲)

اگر زمین و آسمان میں خدائے واحد کے علاوہ اور کوئی خدا بھی ہوتا تو ان دونوں میں فساد پیدا ہو جاتا۔

اور آخر کار مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ میں قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوں۔

ابن مقفع نے اپنے ہمفکر دوستوں سے یوں کہا کہ قرآن کسی انسان کی باتوں میں سے نہیں کیونکہ میں جب سے آپ لوگوں سے رخصت ہو کر گیا ہوں اس دن سے آج تک قرآن کی اس آیت پر غور و فکر کرتا رہا ہوں :

و قيل يا ارض ابلعى ماءُ ك و باسمآء اقلعى و غيض المآء و قضى الامر واستوت على الجودى و قيل بعد للقوم الظالمين .

(سورہ ھود، آیت ۴۴)

اور کہا گیا، اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان پانی روک لے اور پانی کم ہو اور زمین میں جذب ہو اور خدا کا حکم نافذ ہو اور نوح کی کشتی جودی پر ٹھہر گئی اور کہا گیا کہ ظالموں پر تباہی اور لعنت ہو۔

اور میں اس آیت کو کامل طور پر نہیں سمجھ سکا اور یہ میرے بس سے باہر تھا کہ اس آیت کے مقابل کوئی آیت بناؤں۔

ہشام کہتا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ اسی جگہ جمع ہوئے۔ اپنی اپنی رام کہانی سنا

رہے تھے کہ اتنے میں امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گزرے تو انھیں دیکھ کر فرمایا:

قل لئن اجتمعت لانس و الجن علی ان ھاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعضٍ ظھیرا ○

(سورہ اسرا آیت ۸۸)

اے پیغمبر! ان سے کہہ دو اگر تمام جن وانس جمع ہو کر بھی اس قرآن کی مانند لانے کی کوشش کریں تو بھی نہیں لاسکیں گے چاہے بعض ایک دوسرے کی پشتبانی اور مدد ہی کیوں نہ کریں۔

جب ان چاروں نے امام کی زبان سے اس آیت کی تلاوت سنی تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے کہا، اگر اسلام کی کوئی حقیقت ہے تو اس کی وصایت اور خلافت کے صحیح حقدار صرف جعفرؑ بن محمدؑ ہیں۔ ہم نے جب بھی انھیں دیکھا تو ان کی ہیبت سے ہمارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔ اس طرح ایک دوسرے سے اپنے عجز و ناتوانی کا اعتراف کر کے چلے گئے۔

(احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۱۴۲)

﴿۷۰﴾

قرآن کی مخالفت سے ہاتھ اٹھایا

اسحاق بن کندی اپنے زمانے میں عراق کا عظیم فلسفی شمار ہوتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ ایک کتاب "قرآن کے تناقضات" کے موضوع پر لکھنا شروع کیا اور اپنے نظریے کے مطابق انھیں جمع کرنے لگا۔ اس غرض سے اس نے لوگوں

سے میل جول بھی ترک کیا اور گھر بیٹھ کر اسی کام میں مشغول رہا۔

ایک دن اس کے شاگردوں میں سے ایک حضرت امام حسن عسکری ؑ کی خدمت میں پہنچا تو امامؑ نے اس سے فرمایا کیا تمھارے درمیان کوئی ایسا عالم نہیں جو اسحاق بن کندی کو اس کام سے روک سکے۔

اس نے جواب دیا، میں تو اس کے شاگردوں میں سے ایک ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے اس کام سے روکوں اور اس کے کام پر اعتراض کر سکوں۔

امامؑ نے فرمایا، میں جو کچھ کہوں گا تم اس تک پہنچا دو گے ؟

اس نے کہا، ہاں !

امامؑ نے فرمایا، تم اس کے پاس جاؤ اور اس کے ساتھ خلوص و فداکاری کا مظاہرہ کرو اور اپنے اوپر اس کا اعتماد بحال رکھو جب اچھی طرح تمھیں یقین ہو جائے کہ تم دونوں میں باہمی انس پیدا ہو چکا ہے تو کسی دن اسے یوں کہو کہ میرے ذہن میں ایک سوال کھٹک رہا ہے۔ اس کے بارے میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ تو وہ جواب دینے پر رضامند ہو جائے گا تو اس وقت اس سے یہ پوچھنا کہ ”جس کسی نے قرآن نازل کیا اگر وہ یہ کہہ دے کہ قرآن کی اس آیت کے معنی یہ نہیں جسے تو نے گمان کیا ہے بلکہ اس سے مراد یہ معنی ہیں تو کیا ایسا ہونا ممکن ہے ؟“ تو وہ جواب میں کہے گا کہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اسحاق کندی ایک ایسا شخص ہے جو کسی بات کو حق جانتا ہے تو قبول کرتا ہے۔ جب وہ یہ جواب دے تو اس سے یہ کہنا پس آپ نے آیات کے معنی حتمی کیسے جانے شاید اس بارے میں خدا کی مراد کچھ اور ہو ؟

یہ تعلیم پاکر شاگرد اپنے استاد کے پاس گیا اور اس کے ساتھ کافی مانوس ہونے کے بعد سوال کو بیچ میں لے آیا۔ استاد نے کہا، اپنے سوال کو دہراؤ۔ شاگرد نے سوال کو دہرایا۔ یہ سن کر عرب فلسفی غور و فکر میں پڑ گیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ممکن ہے کہ قرآن کے نازل کرنے والے کے پاس آیات کے کوئی اور معنی ہوں اور اس طرح اس میں تناقض کا احتمال نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ یہ سوال تمھیں کس نے سکھایا تھا۔ سچ سچ بتاؤ تو شاگرد نے کہا، میرے دل میں ہی پیدا ہوا ہے۔ استاد نے کہا یہ ناممکن ہے کہ یہ سوال تیرے دل میں پیدا ہو جائے۔ تم بتاؤ کہ یہ سوال تمھیں کس نے سکھایا تھا تاکہ مجھے پتہ چلے۔ شاگرد نے کہا، مجھے امام حسن عسکریؑ نے یہ سوال سکھایا تھا۔ اسحاق کندی نے کہا، اب تم نے درست بتایا۔ یہ سوال اس خاندان کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد عرب فلسفی نے آگ جلا کر اپنے لکھے ہوئے سارے مسودات نذر آتش کر دیئے۔ (مناقب، جلد ۴، ص ۴۲۴)

﴿۷۱﴾

قرآن کے نزول پر شیطان کی ناامیدی

حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ ایک سال سے غار حرا میں معتکف تھے۔ آپؐ سے ملاقات کرنے کے لیے صرف میں ہی جاتا تھا اور میرے علاوہ اور کسی کو حضورؐ کے یہاں ہونے کی اطلاع نہیں تھی۔ میں جب جاتا تھا تو وہاں رسالت اور وحی کا نور دیکھتا تھا اور نسیم نبوت کے جھونکے

محسوس کرتا تھا۔ ایک دفعہ نزول وحی کے عین دوران میں نے شیطان کے نالہ و فریاد کی آواز سنی اور حضور اکرمؐ سے پوچھا تو فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو نزول قرآن کے بعد اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ اس کی پرستش کی جائے۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۲)

﴿۷۲﴾

ایسے قاریوں کے لیے بھلائی نہیں

یعقوب احمر کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، میں آپ پر فدا ہوں میں نے قرآن پڑھا تھا مگر بھول چکا ہوں۔ دعا کریں کہ خداوند عالم مجھے دوبارہ یاد دلا دے۔ آپ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمانے لگے، خداوند عالم قرآن ہم سب کو سکھائے۔ (اس وقت ہم دس افراد امام کی خدمت میں تھے۔)

اس کے بعد امام نے فرمایا، ایک شخص جب تک کسی سورۃ کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہے جب اس کی تلاوت ترک کرتا ہے تو جدا ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن ایک نورانی شکل میں اس کے پاس آکر سلام کرے گی۔ وہ فرد پوچھے گا، ”تم کون ہو“؟ وہ سورہ جواب میں کہے گی کہ میں فلاں سورہ ہوں جسے تم نے یاد کر کے بھلا دیا تھا۔ کاش اگر تم مجھے نہ بھلاتے تو میں ہر وقت تمہارے ساتھ رہتی اور تیرے درجات بلند کرتی۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا، ”تم لوگوں کو چاہیے کہ تم لوگ قرآن سے جدا

مت ہو جاؤ۔ بعض لوگ صرف اس لیے قرآن پڑھتے ہیں کہ کہا جائے کے فلاں شخص قرآن کا قاری ہے۔ بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں تاکہ دنیا حاصل کریں ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں۔ بعض قرآن اس لیے سیکھتے ہیں کہ وہ اسے نماز میں پڑھیں اور اس کے احکام پر دن رات عمل کریں"۔

(اصول کافی باب فضل قرآن)

﴿۷۳﴾

قرآن کی بے احترامی کا فوری جواب

ایک دفعہ ولید بن یزید بن عبدالملک (اموی جابر بادشاہ) نے قرآن سے ایک استخارہ دیکھا تو جواب میں اول صفحہ پر یہ آیت نکلی:

واستفتحوا وخاب كل جبارٍ عنيد.

اللہ کے رسولوں کے لیے کشائش ہوئی اور ظالم سرکش کینہ پروری کے لیے ہلاکت ہے۔

اس بدبخت نے غیر معمولی وحشت کا اظہار کیا اور غصے میں قرآن کے نسخے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکا اور ان معنی پر مشتمل چند اشعار پڑھے:

"کیا تو ہر ظالم کینہ پرور کو ڈرا رہا ہے ہاں میں وہی ظالم ہوں جب تم قیامت کے دن اپنے پروردگار سے ملاقات کرو تو کہنا ولید نے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا"۔

زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ولید کو اس کے دشمنوں نے بدترین موت کے ساتھ مارا۔ اس کے سر کو کاٹ کر اس کے محل کی چھت پر لٹکایا اور اس کے

بعد وہاں سے بھی ہٹا کر شہر کے دروازے پر لٹکا دیا۔

(تفسیر نمونہ، ج۱۰، ص ۳۰۶)

﴿۷۴﴾

ریاکار قاری

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنم کی آگ تین قسم کے لوگوں سے بات کرے گی۔ پہلے وہ شخص جس کے پاس دنیا میں حکومت و اقتدار ہو۔ دوسرے وہ شخص جس کے پاس دنیا کی دولت و ثروت ہو اور تیسرے وہ شخص جو قرآن کا حافظ اور قاری ہے۔

(۱) بادشاہ سے جہنم کی آگ کہے گی، اے وہ شخص جسے خداوند عالم نے دنیا میں سلطنت اور حکومت دی تھی مگر تو نے عدالت سے کام نہیں لیا اور ظلم کیا۔ اس کے ساتھ ہی جہنم کی آگ اسے اس طرح نگل لے گی جیسے چڑیا دانے کو نگل لیتی ہے۔

(۲) قاری سے کہے گی، اے وہ شخص جس نے اپنی آواز کو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے استعمال کیا۔ قرآن کی تلاوت تو کی مگر قرآن کی مخالفت کی اور خدا کی نافرمانی کی۔ ساتھ ہی اسے بھی نگل لے گی۔

(۳) دولت مند امیر سے کہے گی، اے وہ شخص جسے خدا نے مال و دولت سے نوازا تھا مگر جب کسی مجبور و تنگدست نے قرض مانگا تو بخل کرتے ہوئے اسے قرض نہیں دیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے بھی جہنم کی آگ نگل لے گی۔

(بحارالانوار، ج۹۲، ص ۱۷۹)

انبیاءؑ اور قرآن

﴿۷۵﴾

ایک دفعہ حضور اکرمؐ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا، ابن مسعود کچھ قرآن پڑھو۔ ابن مسعود نے کہا، اے اللہ کے رسول قرآن آپ پر نازل ہوا ہے۔ میں آپ کے لیے کیا پڑھوں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا، نہیں مجھے پسند ہے کہ کوئی دوسرا قرآن پڑھے اور میں سنوں۔

ابن مسعود نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ ادھر ابن مسعود نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ ادھر حضور اکرمؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور اس وقت آپؐ نے فرمایا:

"من استمع الی آیة من کتاب اللّٰه عزوجل کانت له نوراً یوم القیامة"۔

جو کوئی قرآن کی ایک آیت کو دل لگا کر سنے تو قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائے گا۔

(المحجۃ البیضاء، ج ۲، ص ۲۳۲)

﴿۷۶﴾

اس آیت نے پیغمبرؐ کی حالت بدل دی

جس وقت آیت: "و جیء یومئذٍ بجھنم"

اس دن جہنم لا حاضر کیا جائے گا۔

(سورۂ فجر، آیت ۲۳)

نازل ہوئی تو آپؐ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہوا اور آپ کی حالت بدل گئی۔ یہ دیکھ کر صحابہ پریشان ہوئے اور دوڑ کر حضرت علیؑ کو بلا لائے۔ حضرت علیؑ نے آکر آپؐ کے شانوں کے درمیان بوسہ دیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول کیا حادثہ پیش آیا؟ فرمایا، ابھی ابھی جبرئیل یہ آیت لے آئے ہیں "وجئی یومئذ بجهنم"۔

حضرت علیؑ نے پوچھا، جہنم کو کیسے لا حاضر کیا جائے گا؟ فرمایا، ستر ہزار فرشتے اتنے ہی مہار ڈال کر لے آئیں گے اور جہنم اس سرکشی کی حالت میں ہے کہ اگر چھوٹ جائے تو ان تمام کو ہلاک کرے۔ اس کے بعد میں اس کے کنارے کھڑے ہوں گا تو مجھ سے کہے گا، اے محمدؐ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ خداوند عالم نے مجھے تمہارا گوشت حرام کر دیا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اس دن تمام لوگ اپنی جان کی فکر میں ہوں گے مگر حضور اکرمؐ کہیں گے "امتی امتی" میری امت، میری امت۔

(تفسیر نمونہ، ج ۲۴، ص ۴۷۲)

﴿۷۷﴾

اس آیت کی تکرار رات سے صبح تک

حضور اکرمؐ کے عظیم صحابی ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور

اکرمؐ رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور رات بھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت کی:

و ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم.

اگر تو ان پر عذاب کرے تو بے شک یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کرے تو تو عزیز و حکمت والا ہے۔

(سورۂ مائدہ، آیت ۱۱۸)

بعض اہل قرآن بھی قرآن کی چند آیات کی تکرار کرتے تھے جن کی طرف ان کا دلی میلان تھا۔ اسی طرح سعید بن جبیرؒ نے ایک پوری رات یہ آیت پڑھی:

وامتازو اليوم ايها المجرمون.

آج کے دن مجرم اور بدکار مومنوں سے علٰحدہ ہو جاؤ۔

(سورۂ یٰسین، آیت ۳)

نتیجہ: توجہ کے ساتھ آیات الٰہی کی تکرار، تلاوت کرنے والے کے دل میں خاص معارف اور معنویت پیدا کرنے کا باعث ہیں۔

(المحجۃ البیضاء، ج ۲، ص ۲۳۷)

﴿۷۸﴾

سورہ رحمٰن میں یوں جواب دیں

جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرمؐ نے لوگوں کے

درمیان سورہ رحمٰن کی تلاوت فرمائی تو تمام سامعین خاموش رہے۔ آپؐ نے سورہ ختم کی مگر سب خاموش رہے تو آپؐ نے فرمایا، تم لوگوں سے تو جن اچھے تھے کہ جب میں نے ان پر سورۂ رحمٰن پڑھی اور جب آیت "فبای الآء ربکما تکذبٰن" (تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) پڑھی تو جواب دیا

لا ولا بشیء من آلآء ربنا نکذب .

نہیں ہم اپنے پروردگار کی نعمتوں میں سے کسی چیز کو بھی نہیں جھٹلاتے۔

(تفسیر نورالثقلین، ج۵، ص۱۸۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، جب تم آیت فبای آلآء ربکما کی تلاوت کرو تو یوں جواب دو:

لا بشیء من آلآئك ربی واکذب .

میرے پروردگار تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتا۔

(نورالثقلین، ج۵، ص۱۸۸)

﴿۷۹﴾

اس سورۃ نے مجھے بوڑھا کر دیا

ایک دفعہ حضور اکرمؐ کے صحابہ میں سے چند ایک نے آپؐ کے چہرے پر بڑھاپے کے آثار دیکھے اور پوچھا، اے اللہ کے رسول آپ جلدی بوڑھے ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

"شیبتنی سورۃ ھود"

(سورہ نمبر ۱۱۲)

سورہ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی، جلد ۶، ص ۳۲۷)

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ پر سورہ ھود کی اس آیت سے سخت اور کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔

فاستقم كما امرت ومن تاب معك ولاتطغوا انه بما تعلمون بصير .

اے پیغمبر جیسے حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہنا اور جو آپؐ کا ساتھ دے اور توبہ کرے وہ بھی (ثابت قدم رہے) اللہ کی حدود سے تجاوز نہیں کرو۔ پس جو کچھ تم کرتے ہو بیشک وہ اسے دیکھنے والا ہے۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی، ج ۶، ص ۳۲۷)

نتیجہ: سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الٰہی کے پیروکاروں کو جلد از جلد احکام الٰہی کی بجا آوری کرنی چاہیے یہ صرف پیغمبر پر فرض نہیں کہ ثابت قدم رہے۔ ان کے پیروکاروں پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی ثابت قدمی اختیار کریں۔

۸۰

قرآن پیغمبر اکرمؐ کا خلق

سعد بن ہشام یہ جاننا چاہتا تھا کہ پیغمبر اکرمؐ کے اخلاق کیسے تھے؟ لیکن پیغمبر اکرمؐ وفات پا چکے تھے۔ اس لیے سعد بن ہشام حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تا کہ اس بارے میں حضورؐ کی بات آپ سے پوچھیں۔ سعد کہتا ہے کہ میں حضرت

عائشہؓ کے پاس پہنچا اور حضور اکرمؐ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ فرمایا:

"کان خلق رسول اللہ القرآن"

رسول اکرمؐ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا۔

(المحجۃ البیضاء، ج ۳، ص ۱۲۰)

قرآن کے ہر قاری پر لازم ہے کہ وہ یہ جان لے کہ رسول اکرمؐ کا اخلاق قرآن کی آیات کا مجسم تھا اور اس کے قاری پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی قرآن کی آیات کا حکم اپنے آپ پر لاگو کرے تاکہ ایک "قرآنی انسان" بن جائے۔ اور قرآن کی ساری تعلیمات، حفظ، قرأت، تعلیم و تفسیر وغیرہ اسی کی خاطر ہیں۔

ائمہ اور قرآن

﴿۸۱﴾

زر بن جبیش کہتا ہے کہ میں نے مسجد کوفہ میں قرآن کریم شروع سے آخر تک امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پڑھا۔ جب میں حوامیم (وہ سات سورتیں جن کے شروع میں حامیم ہے) پر پہنچا تو آپؑ نے فرمایا، قرآن کی دلہنوں تک پہنچے ہو اور جب میں اس آیت پر پہنچا:

والذین امنوا وعملو الصالحات فی روضات الجنات لهم ما یشآؤن عند ربهم ذالك هو الفضل الكبیر

جو لوگ ایمان لے آتے اور اعمال صالح بجالاتے ہیں وہ جنت کے باغوں میں رہیں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے۔ ان کے پروردگار کے پاس موجود ہوگا۔ یہ اس کا بڑا فضل اور مہربانی ہے۔

(سورہ شوریٰ، آیت ۲۲)

اس کا سننا تھا کہ امیر المومنین نے گریہ شروع کیا اور آپ کے گریہ کی آواز بلند ہوئی۔ اتنے میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی دعا کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا، اے زر! میرے دعا کے ساتھ آمین کہنا۔

قال رسول الله : اقرؤا القرآن و ابكوا فان لم تسبكوا فتباكوا

حضور اکرمؐ نے فرمایا، قرآن کی تلاوت کرو اور گریہ کرو اور گریہ نہ کر سکو

توڑنے کی کوشش کرو۔

(کنزالعمال، ج ۱، ص ۳۰۹، حدیث نمبر ۲۷۹۴)

﴿۸۲﴾

امامؑ کا سینہ خدا کی کتاب

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک ابوبصیر ہیں جنھوں نے آپ سے بہت ساری احادیث نقل فرمائی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں پہنچ کر اس آیت کی تلاوت کی :

بل هو آيات بينات فى صدور الذين اوتو العلم .

بلکہ یہ روشن اور واضح آیات ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔

(سورۂ عنکبوت، آیت ۴۹)

ساتھ ہی فرمایا، اے ابا محمد (ابوبصیر کی کنیت) خدا کی قسم! خداوند عالم نے صرف ان آیات کو قرآن کہا جو ان دو جلدوں کے درمیان ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں جن کے سینوں میں قرآن نے جگہ کر لی ہے۔ آپؑ نے فرمایا، کیا یہ ہمارے علاوہ بھی کوئی ہو سکتا ہے؟

نتیجہ : لوگ قرآن کے سمجھنے کے مرحلے میں حضرات ائمہ سے بے نیاز نہیں ہیں کیونکہ قرآن کی حقیقت یہی لوگ جانتے ہیں اور یہی لوگ خود قرآن ناطق ہیں اور اس کے اصلی اور حقیقی مفسر ہیں اور قرآن کے حقیقی معنی جاننے والے ہیں۔

(اصول کافی، جلد ا باب ان الائمہ قد اوتوا العلم)

﴿۸۳﴾

قرآن کے دہرانے کی تاثیر

زھری کہتا ہے کہ جب حضرت امام سجاد علیہ السلام قرآن کی قرأت میں سورہ حمد پڑھتے تھے تو آیات "ایاك نعبدو ایاك نستعین" کو اتنا دہراتے تھے کہ لگتا تھا کہ ابھی مر جائیں گے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ اگر مشرق و مغرب کے درمیان کی تمام مخلوقات مر جائے اور قرآن میرے پاس موجود ہو تو مجھے کوئی وحشت نہیں ہو گی۔

(اصول کافی، کتاب فضل قرآن، حدیث ۱۰)

﴿۸۴﴾

قرآن میں بہترین مخلوق کی خبر

جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضور اکرمؐ کے پاس خانۂ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علیؑ ہماری طرف آئے جس وقت حضور اکرمؐ کی نظر امیر المومنین پر پڑی تو کہنے لگے، میرا بھائی آپ لوگوں کو ڈھونڈتا ہوا آرہا ہے۔ اس کے بعد خانۂ کعبہ کی طرف رخ کر کے کہا، اس کعبہ کے پروردگار کی قسم! یہ شخص اور اس کے پیروکار ہی قیامت کے دن فلاح پانے والے ہیں۔

اس کے بعد ہماری طرف رخ کر کے فرمایا، یہ آپ سب سے پہلے خدا پر

ایمان لایا اور خدا کے حکم پر اس کا قیام آپ لوگوں سے زیادہ ہے۔ الٰہی عہد نامے کے ساتھ ان کی وفاداری آپ سب سے زیادہ ہے۔ اس کے فیصلے حکم خدا کے مطابق اور بیت المال کی تقسیم میں اس کی مساوات سب سے زیادہ، اس کی عدالت سب سے زیادہ اور خدا کے نزدیک اس کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے۔

جابرؓ نے کہا، اسی منزل پر آیت نازل ہوئی:

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولٰئك هم خير البريه .

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے تو یہی لوگ تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔

(سورۂ بینہ، آیت ۷)

اس کے بعد جب بھی حضرت علیؑ کو دیکھتے تھے تو صحابہ کرام کہتے تھے کہ رسول کے بعد خدا کی بہترین مخلوق آگئے۔

(تفسیر نمونہ، ج ۲۷، ص ۷)

۸۵

امام رضاؑ کی تلاوت کے اسباق

جس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے خراسان کا سفر کیا تو اس وقت "رجاء" آپ کے ہمراہ تھا۔ وہ کہتا ہے کہ آپ راتوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے تھے کہ جس میں بہشت یا دوزخ میں سے کسی کا ذکر ہوتا تو آپ گریہ فرماتے اور ساتھ ہی خدا سے دعا کرتے تھے کہ

بہشت عطا کرے اور جہنم سے پناہ دے۔

آپ اپنی روزانہ کی نمازوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز میں پڑھتے تھے اور جب سورہ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کرتے تو آہستہ سے فرماتے تھے اللہ احد اور جب سورہ اخلاص ختم کرتے تھے تو فرماتے "کذالك الله ربی"۔

جب کبھی آپ سورہ جحد (سورہ کافرون) پڑھتے تو آہستہ سے فرماتے تھے "یا ایھا الکافرون" اور جب اس سورہ کو ختم کرتے اور لکم دینکم ولی دین کہتے تھے تو فرماتے تھے "ربی الله و دینی الاسلام"

اور جب کبھی سورہ والتین کی تلاوت فرماتے اور آخری آیت الیس الله باحکم الحاکمین پڑھتے تھے تو کہتے تھے "بلی و انا علی ذالك من الشاهدین" کیوں نہیں میرے پروردگار میں تو اس کے گواہوں میں سے ہوں۔

جب کبھی سورہ قیامت کی تلاوت فرماتے اور آیت کے آخر میں الیس الله ذالك لقادرٍ علیٰ ان یحیی الموتٰی پڑھتے تھے تو کہتے تھے "سبحانك اللّٰھم بلی" میرا پروردگار منزہ ہے اور قادر ہے اور جب سورہ جمعہ کی تلاوت فرماتے اور آیت قل ماعند الله خیر من اللھو و من التجارة تو کہتے "للذین اتقوا"۔

اور جب کبھی سورہ حمد پڑھتے تھے تو آخر میں کہتے تھے "الحمد لله رب العالمین" اور جب کبھی سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھتے تو کہتے سبحان ربی الاعلیٰ

اور جہاں کہیں بھی یا ایھا الذین آمنوا پڑھتے تھے تو کہتے تھے "لبیك

اللھم لبیک "میں حاضر ہوں اے میرے معبود میں حاضر ہوں۔

(بحارالانوار، ج ۹۲، کتاب القرآن، صفحہ ۲۱۸)

﴿۸۶﴾

ائمہؑ کی ولایت کے بغیر قرآن کی قرأت

"میسر" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شیعوں میں سے ایک تھا وہ کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں آپؑ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی کہ میرا ایک ہمسایہ ہے۔ میں جب کبھی بیدار ہوتا ہوں تو اس کی تلاوت کی آواز سے بیدار ہوتا ہوں۔ وہ آیات قرآن کو مکرر پڑھتا ہے اور گریہ کرتا جاتا ہے اور دعا و مناجات پڑھتا ہے۔ مخفی اور اعلانیہ میں نے جب بھی پتہ کیا تو بتایا گیا کہ وہ ہر قسم کے گناہوں سے پرہیز کرنے والا ہے۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا، اے میسر جس طرح تو ہماری ولایت کا عقیدہ رکھتا ہے کیا وہ بھی عقیدہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا خدا بہتر جانتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔

ایک سال بعد جب حج کا موسم پہنچا تو میں نے مکہ جانے سے پہلے اپنے ہمسائے کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ ائمہؑ کی ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا ہے۔ میں جب امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو پھر اس شخص کا تذکرہ نیک الفاظ میں کیا اور تعریف کی تو امام نے دوبارہ وہی سوال پوچھا، کیا وہ ہماری امامت و ولایت کا اقرار بھی کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میں نے اس بارے میں تحقیق کی مگر وہ آپ کی امامت اور ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا۔

امام نے پوچھا، روئے زمین کا کونسا قطعہ زیادہ احترام کے قابل ہے۔ میں نے کہا، خدا، رسولؐ اور فرزند رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا، اے میسر رکن و مقام کے درمیان یعنی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور حضور اکرمؐ کی قبر اور منبر کے درمیان بہشت کے گلستانوں میں سے ایک گلستان ہے۔ اگر خداوند عالم تمہارے اس ہمسائے کو اتنی طولانی عمر دے کہ ایک ہزار سال تک رکن و مقام اور قبر پیغمبر اور منبر کے درمیان کھڑے ہو کر عبادت بجالائے اور بڑی مظلومیت کے ساتھ قتل کیا جائے اگر وہ شخص ہماری ولایت و امامت کا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو خداوند عالم اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔

(بحارالانوار، جلد ۸، صفحہ ۱۷۹)

﴿۸۷﴾

کیا تم نے قرآن پڑھا

جب اسیران کربلا کا قافلہ شام لے جایا گیا تو ایک بوڑھے شخص نے جو حکومت کے جھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہوا تھا۔ قافلے کے قریب آیا اور اسیروں کو برا بھلا کہنے لگا۔ جب اس کی باتیں ختم ہوئیں تو امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا، کیا تم نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے پوچھا، کیا تم نے آیت :قل لا

اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ پڑھی ہے؟

یعنی کہہ دیجئے اے رسولؐ میں تم سے رسالت کا اجر کچھ نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے قربیٰ کے ساتھ مودت اختیار کرو۔

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۲۶)

اس شخص نے کہا، ہاں پڑھی ہے۔ فرمایا، ہم وہی قربیٰ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا، کیا تم نے یہ آیت پڑھی ہے و آت ذی القربیٰ حقہ، ذی القربیٰ کا حق ادا کرو۔ اس نے کہا ہاں پڑھی ہے۔ فرمایا، ہم ہی پیغمبر کے ذی القربیٰ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھلبیت و یطھرکم تطھیراً".

اے اہل بیت خداوند عالم نے ارادہ کیا ہے کہ تمہیں ہر قسم کے رجس سے دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

(سورۂ احزاب، آیت ۳۳)

اس نے کہا، ہاں یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ امام نے فرمایا، ہم ہی وہ اہلبیتؑ ہیں۔ یہ سن کر شامی بوڑھے نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا، خداوندا مجھے آلِ محمدؐ کے قاتلوں اور ان کے دشمنوں میں شامل نہ فرما۔ میں ان کے قاتلوں اور دشمنوں سے بیزار ہوں۔ میں ہر وقت قرآن پڑھتا تھا مگر یہ نکتہ نہیں سمجھ سکا تھا۔

(در کربلا چہ گزشت، ص ۵۵۵)

﴿۸۸﴾

حضرات معصومینؑ کے لیے قرآن ختم کرنا

مغیرہ ان افراد میں سے ایک ہے جس نے کئی دفعہ قرآن ختم کیا ہے۔ ان کے بیٹے علی بن مغیرہ کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں بھی اپنے باپ کی وفات کے بعد فرصت اور مشغولیتوں کے سبب کبھی کم اور کبھی زیادہ ماہ مبارک رمضان میں قرآن کریم ختم کرتا ہوں۔ ایک حضور اکرمؐ کے لیے، ایک حضرت علیؑ کے لیے، ایک جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے اور اسی طرح تمام ائمہ علیہم السلام میں سے ہر ایک کے لیے ایک ایک قرآن ختم کرتا ہوں اور ہدیہ کرتا ہوں۔ میرے اس عمل کا کوئی اجر ہے؟ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا، تیرا اجر یہ ہے کہ قیامت کے دن تو ان کے ساتھ محشور ہوگا۔ میں نے کہا، اللہ اکبر! کس قدر اجر میرے لیے ہے۔ امام نے تین مرتبہ ہاں، ہاں، ہاں فرمایا۔

(وسائل الشیعہ، جلد ۴، ص ۸۶۳)

﴿۸۹﴾

کربلا امام حسینؑ کے تلاوت کی تجلی گاہ

تاریخ اسلامی کا ایک اہم حصہ کربلا میں عاشورا کے دن رات ہیں جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نے قرآن کی تلاوت کی۔ خصوصاً شب عاشور حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ اور آپ کے اصحاب کی تلاوت

قرآن کی تجلی گاہ تھی۔

تمام اصحاب نے پوری رات نماز، دعا، تلاوت، استغفار اور مناجات کرتے ہوئے گزاری۔ ایک دفعہ دشمنوں کا ایک دستہ جب وہاں سے گزر رہا تھا تو حضرت امام حسین علیہ السلام اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

ولا تحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم یزدادو اثما ولھم عذاب مھین ما کان اللّٰہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب.

کافر یہ گمان نہ کریں کہ ہم نے انہیں مہلت دی ہے تو یہ ان کی بھلائی میں ہوگی بلکہ ہم مہلت دیتے ہیں تاکہ یہ اپنی سرکشی اور نافرمانی میں اضافہ کریں اور ان پر خوار کرنے والا عذاب ہوگا۔ خداوند عالم مومنوں کو اس حالت میں نہیں رکھے گا اور اس امتحان میں خبیثوں کو طیبوں سے الگ کرے گا۔

(سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹، ۱۷۸)

اس رات ۳۲ افراد ابن سعد کے لشکر کے آکر امام کے ساتھ مل گئے۔

امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی تلاوت کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند سنائی دیتی تھی۔

(در کربلا چہ گزشت، ص ۲۸۹، ۲۹۰)

﴿۹۰﴾

آئندہ اس قرآن کو نہ دیکھ سکو گے

جس وقت حضرت رسول اکرمؐ نے وفات پائی تو حضرت امیر المومنینؑ

نے آپؑ کی وفات کے بعد گھر سے نکلنا چھوڑ دیا۔ ایک دفعہ حضور اکرمؐ کے صحابہ میں سے چند افراد آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ نے گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دیا۔ آپ مسجد کیوں نہیں آتے۔ آپ گھر سے نکلیں اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

آپؑ نے فرمایا، میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن کو اس کی تفسیر و تاویل کے ساتھ منظم نہ کروں۔ اپنی عبا کندھے پر نہیں ڈالوں گا اور نہ ہی گھر سے باہر نکلوں گا۔ تقریباً اس عرصے میں چھ ماہ کا وقت لگا۔ آپ نے قرآن کریم کو ترتیب نزول کے اعتبار سے جمع کیا یعنی سب سے پہلے سورہ اقراء اور آخری آیات جو حضور اکرمؐ پر نازل ہوئی یعنی سورہ مائدہ کی آیات کو آخر قرآن میں لکھا۔ اور ضروری تفسیر و تاویل کی جہتوں کے ساتھ آیات کو شان نزول کے ساتھ ترتیب دیا اور اسے لے کر مسجد میں صحابہؓ کے پاس آکر کہا، یہ تمہارا قرآن ہے جسے میں نے جمع کیا ہے۔

انہوں نے کہا، ہمیں آپؑ کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ سن کر آپؑ قرآن لے کر واپس ہوئے اور کہا قیامت تک تم اس قرآن کو نہیں دیکھ سکو گے۔

(بحارالانوار، جلد ۹۲، ص ۴۰)

علماء اور قرآن

﴿۹۱﴾

ایک دفعہ ناصر الدین شاہ نے ارادہ کیا کہ ایک چھوٹی مسجد کو اپنے محل "شمس العمارہ" میں ضم کر دے اور اس کے بدلے ایک مسجد کسی دوسری جگہ پر بنائے۔

اس لیے اس نے تہران کے بڑے بڑے علما کو خطوط لکھے اور اپنے ارادے کا اظہار کیا اور اس کام کے جواز کی صورت بتانے کی درخواست کی کہ میں اس چھوٹی سی مسجد کو قصر میں شامل کر کے تہران کے کسی بھی علاقے میں جہاں آپ حکم کریں گے ایک بڑی مسجد تعمیر کر کے حوالے کروں گا۔

جس وقت اس کا یہ خط ملا علی کنی کو ملا اور انہوں نے فوراً ہی کاغذ قلم سنبھالا اور یوں لکھنا شروع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تظلیل و ارسل علیھم طیراً ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول ○

جس وقت ناصر الدین شاہ کو یہ واضح اور لاجواب کرنے والا جواب ملا تو اس نے اپنے ارادے کو ترک کیا اور مسجد اپنی جگہ قائم رہی۔

(الوقائع والحوادث، ج ۳، ص ۲۹۷)

﴿۹۲﴾

اس آیت کو کبھی فراموش نہ کریں

بڑے علماء میں سے ایک حوزہ علمیہ نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن مالوف جانے لگے تو اپنے گرامی استاد کی خدمت میں پہنچ کر نصیحت چاہی اور استاد سے خداحافظ کہنے لگے تو ان کے استاد نے انہیں کہا کہ آپ کی ان تمام زحمتوں کے بعد انتہائی بات خدا کے کلام پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ میری نصیحت تمہیں یہ ہے کہ تم خدا کے کلام میں سے اس آیت کو نہ بھولنا:

"الم یعلم بان اللّٰہ یری"

کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھ رہا ہے۔

نتیجہ: اگر ایک انسان صرف اسی ایک آیت پر عقیدہ رکھے تو اسے اپنے نفس پر قابو پانے میں آسانی ہو گی۔ ہاں خداوند عالم انسان کے تمام امور سے آگاہ ہے۔ بندے کے تمام اعمال اس کی نظروں کے سامنے ہیں۔ وہ اسکے اخلاق و کردار اور نیتوں سے واقف ہے۔ اس لیے پیروان قرآن پر لازم ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس آیت پر توجہ دیں۔

﴿۹۳﴾

نماز میں قرآن ختم کرنا

سعید بن جبیر حضرت امام سید سجادؑ کے اصحاب میں سے ایک اور اپنے

زمانے کے بڑے علماء میں سے ایک تھے اور اہلبیت کے ساتھ عقیدت رکھنے کے جرم میں شہادت پائی۔ اس مرد تقویٰ کی زندگی کے عجیب واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ دو رکعت مستحبی نماز میں قرآن کریم ختم کرتے تھے۔

(معجم رجال الحدیث، ج ۸، ص ۱۱۳)

جس وقت سعید بن جبیر کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس پہنچایا گیا تو اس نے بڑی حقارت کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا اور دھمکیاں دیں اور سعید بن جبیر سے یوں پوچھا، حضرت محمدؐ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ سعید نے جواب دیا، آپؐ پیامبر رحمت ہیں۔

حجاج: ابوبکر و عمر کے بارے میں تیرا نظریہ کیا ہے؟ بہشت میں ہیں یا دوزخ میں ہیں؟

سعید: اگر بہشت یا دوزخ میں جا چکا ہوتا تو بتا سکتا کہ ان دونوں کا مقام کہاں ہے۔

حجاج: تمہارا نظریہ خلفا کے بارے میں کیا ہے؟

سعید: "لست علیھم بوکیل" میں ان کا وکیل نہیں۔

حجاج: ان میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟

سعید: ہر وہ شخص جو رضائے الٰہی کے زیادہ قریب ہے۔

حجاج: ان میں سے کون خدا کی رضا کے قریب ہے؟

سعید: خدا ہی بہتر جانتا ہے جو "یعلم سرھم و نجواھم"۔

(سورہ انعام، آیت ۶۶)

حجاج: میرے سامنے سچ نہیں بولو گے؟

سعید: مجھے یہ پسند نہیں کہ کسی کے سامنے جھوٹ بولوں۔

آخر کار حجاج نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور جب ان کو قتل کرنے کے لیے لے جا رہے تھے تو پوچھا، میرے بارے میں تمہارا نظریہ کیا ہے؟ فرمایا قاسط عادل درباریوں نے یہ جملہ سن کر حیرانی کا اظہار کیا اور خوش ہو کر کہنے لگے، اس نے تو بادشاہ کو قسط و عدل سے موسوم کیا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا، تم لوگ جاہل ہو۔ اس نے تو مجھے ظالم اور مشرک کہا ہے اور ساتھ ہی قرآن کی یہ آیتیں ثبوت کے طور پر پڑھیں:

و اما القاسطون فکانو لجھنم حطباً.

اور ظالموں نے جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

(سورہ جن، آیت ۱۵)

اور آیت: ثم الذین کفروا بربھم یعدلون.

جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک قرار دیتے ہیں۔

(سورہ انعام، آیت ۱)

سعید نے اپنی شہادت کے وقت اپنا رخ قبلہ کی طرف کیا اور تلاوت کیا:

وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا مسلماً وما انا من المشرکین.

میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کا اٹھانے والا ہے۔ اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

(سورہ انعام، آیت ۷۹)

یہ دیکھ کر حجاج نے حکم دیا کہ اس کا رخ قبلہ سے منحرف کیا جائے۔ جب قبلہ کے رخ سے ہٹایا گیا تو انھوں نے تلاوت یوں شروع کی :

اینما تولو فثم وجه الله .

تم جہاں رخ کرو اسی طرف خدا ہے۔

حجاج نے کہا کہ اسے منھ کے بل لٹاؤ۔ یہ سن کر سعید نے آیت تلاوت کی :

منها خلقناكم ، و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارةً اخرىٰ .

ہم نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے اسی کی طرف ہم تمہیں لوٹا دیں گے اور اس میں سے دوبارہ نکالیں گے۔

(سورہ طٰہٰ، آیت ۵۵)

اس آیت کی تلاوت کے بعد سعید نے کہا : اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله اور ساتھ ہی حجاج پر نفرین و لعنت کی اور دعا کی، خدایا اسے میرے بعد کسی پر تسلط نہ دے۔

جب ان کا سر اقدس جدا کیا جا رہا تھا تو وہ شہادتین کا ورد کر رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعید کی شہادت کے بعد حجاج صرف پندرہ دن زندہ رہا۔

(روضۃ الجنات، لفظ سعید)

نتیجہ : اس کہانی میں جذبہ آفرینی، ثابت قدمی، ایثار اور علم و عمل کے جو نکات ہیں۔ انہیں قرآن و ولایت کے مکتب کے پیروکاروں کے لیے نمونہ عمل قرار دیا جا سکتا ہے۔

﴿۹۴﴾

جواہرات سے سجایا ہوا قرآن

ایک قرآن مجید جسے ایک بڑے مشہور کاتب نے تحریر کیا تھا اور اس کے جلد میں بے شمار جواہرات اور لعل و یاقوت کے دانے جڑے ہوئے تھے۔ اس وقت کے بادشاہ کی طرف سے حضرت آیۃ اللہ محمد باقر وحید بھبھانی کو ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا۔ ان لوگوں میں سے ایک جو اس قرآن کو حضرت آیۃ اللہ تک پہنچانے پر مامور تھا وہ یوں بیان کرتا ہے۔

جب ہم وہ قرآن لے کر حضرت آیۃ اللہ کے گھر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو خود آپ نے دروازہ کھولا۔ آپ کی آستین چڑھی ہوئی تھیں اور ہاتھ میں قلم پکڑا ہوا تھا۔ پوچھا، "کیا کام ہے"۔ ہم نے قرآن کو آگے بڑھایا اور کہا، "یہ بادشاہ نے تحفہ (قرآن) آپ کے لیے بھیجا ہے"۔ جب آپ کی نظر قرآن کے غلاف پر پڑی جس میں جواہرات یاقوت، الماس اور زبرجد وغیرہ جڑے ہوئے تھے تو فرمایا، "یہ کیا ہے"؟ تو ہم نے کہا، "یہ قیمتی جواہر ہیں جو قرآن کے اس جلد پر چڑھائے گئے ہیں جو بہت ہی قیمتی ہیں"۔

فرمایا، "کیا ضرورت تھی کہ قرآن مجید کو اس قدر قیمتی چیزوں میں بند کر کے رکھا جائے۔ لے جاؤ۔ اس کے تمام دانے الگ کر کے بیچو اور ضرورت مندوں اور فقیروں میں تقسیم کرو"۔ ہم نے عرض کیا، "حضور یہ قرآن میرزای تبریزی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کی بڑی قیمت ہے"۔

فرمایا، "جو شخص قرآن لے آیا ہے۔ یہ قرآن اسی کے پاس رہے، مگر یہ اپنے اوپر لازمی سمجھے کہ روزانہ اس کی تلاوت کرے"۔ یہ کہہ کر آپ نے دروازہ بند کیا اور ہم لوٹ آئے۔

(سیمای فرزانگان، ج ۳، ص ۴۸۰)

﴿۹۵﴾

آیۃ اللہ بروجردی کی قرآن پر توجہ

حضرت آیۃ اللہ بروجردی اصفہان میں تھے۔ آپ نے نصف قرآن ترتیب کے ساتھ حفظ کیا تھا اور اس کے علاوہ احکام سے متعلق مدرک آیات جن کی تعداد ۵۰۰ تک تھی آپ کو حفظ تھیں۔ جب بھی آپ کو موقع ملتا، آپ قرآن کی تلاوت کرتے اور ماہ مبارک میں مداومت کرتے تھے۔ افطار سے پہلے وضو کرنے کے بعد نماز کی تعقیبات میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کو نصف قرآن مرتب یاد تھا اور بقیہ نامرتب متفرق طور پر یاد تھا مگر آپ بیشتر ثواب کی خاطر قرآن کھول کر پڑھتے تھے۔ ہمیشہ وضو کے بعد مسجد جانے سے پہلے تلاوت میں مشغول رہتے تھے تاکہ بھول نہ جائیں۔ آپ فرماتے تھے کہ قرآن حفظ کرنا انسان کے لیے توشہ ہوتا ہے۔ افسوس ہو ان لوگوں پر کہ جب وہ دنیا سے چلے جائیں تو ان کے پاس کوئی توشہ نہ ہو۔

(زندگانی آیۃ اللہ بروجردی)

﴿۹۶﴾

امام خمینیؒ اور قرآن

حضرت امام خمینیؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک کا کہنا ہے کہ حضرت امام خمینی اپنی تمام تر بے باکیوں، بہادری، راہ خدا میں جدوجہد اور سیاسی مصروفیتوں کے باوجود کبھی بھی مستحبات اور نوافل سے غافل نہیں رہے۔ چلتے ہوئے بھی تسبیح ہاتھ میں لے کر دعا، ذکر و زیارت پڑھتے رہتے تھے۔

امام ایک دن میں کئی مرتبہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ اپنی ہلکی آواز میں جب بھی فرصت ملتی قرآن پڑھتے۔ عام طور پر نماز صبح کے بعد ظہرین سے پہلے اور مغرب و عشا کے بعد اس مستحب فعل کے پابند تھے۔ ہم جب بھی آپ کی خدمت میں پہنچتے تھے تو آپ کو تلاوت قرآن میں مشغول پاتے تھے۔

(فرازھای از ابعاد روحی، اخلاقی و عرفانی امام خمینی، ص ۱۹)

﴿۹۷﴾

شہید مطہری اور قرآن

رہبر معظم آیۃ اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں کہ مرحوم سید مطہری اہل عبادت اور اہل تزکیہ میں سے تھے۔ میں نہیں بھول سکتا جب وہ مشہد میں ہمارے پاس آتے تھے تو اکثر اوقات وہ گھر میں تشریف لاتے تھے اور جس دن ہمارے گھر میں رات کو رکتے تھے تو راتوں کو ان کے گریہ و مناجات کی آواز ہمارے افراد خانہ کو

بیدار کرتی تھی۔

ایک رات وہ ہمارے گھر میں ٹھہرے۔ رات کو ان کی گریہ وزاری کی آواز نے ہمارے گھر والوں کو چونکا دیا اور وہ بیدار ہوئے۔ انہیں پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ آواز کس کی ہے۔ بعد میں سمجھ گئے کہ آقای مطہری کی آواز ہے۔

وہ نصف رات کو نماز شب پڑھتے اور بلند آواز میں گریہ و مناجات کرتے تھے۔ وہ اپنی طالب علمی کے زمانے سے ہی تہجد اور نماز شب کے پابند تھے۔

ہر رات سونے سے پہلے ضرور قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور یہ ان کی خصوصیات میں سے تھی۔ انہوں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا کہ ہر رات سونے سے پہلے قرآن کی تلاوت کریں۔ اس لیے کبھی سونے سے پہلے اور کبھی بستر میں جا کر تلاوت کرتے اور سوتے تھے۔

(سرگزشتھا ھای ویژہ زندگی استاد مطہری، ج ۱، ص ۸۸)

﴿۹۸﴾

سورۂ واقعہ کو قنوت میں پڑھنا

میرزا سلمان تنکابنی جو میرزا حکیم ملا علی نوری کے شاگردوں میں سے تھے۔ لکھتے ہیں کہ میرے والد اپنی ہر نماز اول وقت میں پڑھتے تھے اور پنجگانہ نمازوں کے نوافل بھی بڑی نظم و ضبط اور پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے اور ہر روز ایک جز قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ ہر روز صبح سورہ یٰسین اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور چند دوسرے اذکار بھی پڑھتے تھے اور وہ بڑی پابندی

کے ساتھ نماز عشا کے قنوت میں سورہ واقعہ پڑھتے تھے اور کبھی ان کی نماز شب قضا نہیں ہوتی تھی۔

ایک رات میں نے نصف شب کو دیکھا کہ میرے والد فرش پر بیٹھے ہوئے شدید گریہ کر رہے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا کافی دیر بعد ان کا گریہ ختم ہوا تو میں نے وجہ پوچھی۔ جواب میں فرمایا کہ میں قنوت میں مناجات خمس عشر پڑھ رہا تھا اور مجھے رونا آیا۔ اچانک چھت کے اوپر سے آواز آئی "اے عالم العامل" جب میں نے یہ آواز سنی تو مجھ پر اتنا گریہ مسلط ہوا کہ میں اپنی نماز تمام نہ کر سکا۔ انہوں نے تاکید کی کہ یہ واقعہ میری زندگی میں کسی کے پاس ذکر نہ کرنا۔

(سیمای فرزانگان، ص ۱۶۶)

بچے اور قرآن

﴿۹۸﴾

رجآء بن حیات کہتا ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے ساتھ تھا اور ہم معاذ بن جبل کے پاس گئے ہوئے تھے معاذ نے میرے والد سے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے۔ میرے والد نے کہا، یہ میرا بیٹا رجآء ہے۔ یہ سن کر معاذ نے میرے والد سے پوچھا، کیا اسے قرآن کی تعلیم دی ہے۔ میرے والد نے جواب دیا، نہیں۔

معاذ نے کہا، اسے قرآن سکھاؤ۔ میں نے رسول خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص بھی اپنی اولاد کو قرآن سکھائے گا۔ قیامت کے دن خداوند عالم اس اولاد کے والدین کو تاج سلطنت پہنا دے گا اور انہیں دو حلے پہنچا دیئے جائیں گے جن کی مانند حلے انہوں نے نہیں دیکھے ہوں گے۔ اس کے بعد معاذ نے اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھا اور کہا، بیٹے! اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ قیامت کے دن تمہارے ماں باپ حلے اور تاج پہنیں تو قرآن کی علم حاصل کرو۔

(مجمع البیان، ج ۱، ص ۹)

﴿۹۹﴾

ظالم حاکم کے سامنے کمسن قاری

ایک ظالم حکمران نے ایک مومن کو (جسے کسی شخص نے مرنے سے پہلے

اپنا وصی بنایا تھا اور اپنے یتیم بچوں کے اموال کی نگرانی کے لیے سرپرست قرار دیا تھا۔) یہ پیغام بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص مر گیا ہے اور ایک ہزار تومان کی رقم چھوڑ گیا ہے۔ اس میں سے دو سو تومان مجھے قرض دے دو۔

اس وصی نے مبلغ دو سو تومان اس یتیم کے ہاتھ میں دیئے اور ساتھ ہی ان آیات پر مشتمل ایک خط بھی ہمراہ کر دیا:

ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونهم نارا.

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کرتے ہوئے کھاتے ہیں گویا وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔

(سورۂ نسآء، آیت ۱۰)

نیز یہ بھی لکھا کہ رقم اس یتیم بچے کی ہے۔ اسی کے ساتھ بھیج رہا ہوں کہ تو اسی کے ہاتھ سے لے تاکہ قیامت میں بھی اسی کو واپس کرے۔

جب حاکم نے یہ خط پڑھا اور آیت قرآنی کی تھدید سے متاثر بھی ہوا اور خدا سے ڈرا اور گریہ کیا۔ بچے سے پوچھا، "اسکول گئے ہو"؟ بچے نے کہا، "ہاں"۔ "کیا پڑھ رہے ہو"۔ کہا، "قرآن"۔ پوچھا، "کچھ یاد بھی کیا ہے؟" کہا، "ہاں"۔

حاکم نے کہا، "جو یاد کیا ہے ہمیں بھی سناؤ تاکہ پتہ چلے کہ آپ کو کیا یاد ہے"۔ بچے نے قرأت شروع کی:

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی هی احسن.

یتیموں کے مال کے قریب بھی مت جاؤ مگر یہ کہ اچھائی اور نیک ارادوں

کے ساتھ اور ان کی بہتری کی خاطر۔

(سورہ اسراء، آیت ۳۴)

حاکم نے دوبارہ گریہ کیا اور کہا، "خدا کے حکم کے خلاف عمل نہیں کروں گا"۔ بچے کے دو سو تومان لوٹا دیے اور بچے کو لباس انعام میں دیا اور اس کے وصی کے لیے بھی خلعت بھیجا۔

(عدوالسنہ، سبزواری، ص ۱۲۴)

﴿۱۰۰﴾

کمسن قاری کا ایک عظیم سبق

ایک بچہ کسی گھر میں قائم مکتب میں پڑھنے جاتا تھا۔ ایک دن ایک نیک شخص نے اسے دیکھا کہ رو رہا ہے۔ اسے قریب بلایا، پیار کیا اور پوچھا، بیٹے کیوں رو رہے ہو؟

جواب میں بچے نے کہا کہ آج میرے استاد نے میری کاپی پر جو آیات املا کے طور پر لکھے ہیں اس نے مجھے رلا دیا۔ اس شخص نے پوچھا کہ آپ کے استاد نے کیا املا لکھا ہے۔

بچے نے کہا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ الھکم التکاثر حتی ذرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون ○

اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ بڑھوتری اور اضافے کی خواہش

نے تمہیں ہلاک کیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچے۔ ایسا ہرگز نہیں تم عنقریب جان لوگے پھر ہرگز ایسا نہیں ہے تم عنقریب جان لوگے۔

(داستانہا و پندہا، ص ۱۴۶)

سلاطین اور قرآن

﴿۱۰۱﴾

ایک دفعہ ابو حازم سلیمان بن عبد الملک کے پاس گیا تو سلیمان نے پوچھا، ہم موت کو کیوں ناپسند کرتے ہیں ؟ ابو حازم نے کہا، کیونکہ تم نے اپنی دنیا آباد کی ہے اور آخرت ویران کی ہوئی ہے۔ اس لیے آبادی کو چھوڑ کر ویرانے کی طرف جانا پسند نہیں کرتے۔

سلیمان نے کہا، مجھے قبول ہے لیکن کاش مجھے پتہ چلتا کہ ہماری آخرت کیسی ہے ؟ ابو حازم نے جواب دیا، اگر دیکھنا ہی چاہتے ہو تو قرآن کی طرف رجوع کرو۔

سلیمان نے کہا، قرآن میں کہاں لکھا ہے ؟ جواب دیا، خدا نے یوں فرمایا ہے :

"ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم"

نیکو کاروں کو نعمتیں دی جائیں گی اور فاسق و فاجر لوگ جہنم رسید ہوں گے۔

پوچھا، "ہم خدا کے حضور کیسے پیش ہوں گے" ؟ جواب دیا، "نیکو کار اس طرح جیسے ایک مسافر سفر سے وطن پہنچتا ہے اور اپنے اقربا اور اہل و عیال کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور بدکار لوگ بھاگے ہوئے غلاموں کی مانند، جسے پکڑ کر مالک کے

سامنے پیش کیا گیا ہو"۔

(رنگارنگ، ج ا، ص ۱۴۸)

﴿۱۰۲﴾

عرب کے بادشاہ کے تحفے میں قرآن

حضرت آیۃ اللہ بروجردی اعلیٰ اللہ مقامہ کا یہ دستور تھا کہ بادشاہوں اور دوسرے حکمرانوں سے تحفے تحائف نہیں لیتے تھے۔ ان کی رحلت سے ۵ سال پہلے عربستان سعودی کے شہنشاہ نے ایران کا دورہ کیا اور ایک بڑے سوٹ کیس میں چند تحائف اور غلاف کعبہ کے چند ٹکڑے اور ۱۵ عدد قرآن تحفے میں اپنے ایک خاص نمائندے کے ذریعے آپ کے لیے بھیجا۔

آپ نے پرہیز کرنے کی روش پر رہتے ہوئے مناسب اقدام کیا۔ جب سوٹ کیس آپ کو پہنچا دیا گیا تو آپ نے قرآن مجید اور غلاف کعبہ کے پارچے نکالے اور بقیہ تحائف اور سوٹ کیس کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی یوں ایک خط بھی لکھا:

آپ کا خط ایک سوٹ کیس کے ہمراہ ملا جس میں ۱۵ قرآن مجید اور غلاف کعبہ کے چند ٹکڑے بھی تھے۔ میں اس سلسلے میں حیران ہوں کہ آج تک میری روش یہ رہی ہے کہ میں بادشاہوں اور حکمرانوں کے تحائف وصول نہیں کرتا چونکہ آپ کے تحائف میں ۱۵ عدد قرآن مجید کے نسخے اور غلاف کعبہ کے ٹکڑے بھی شامل تھے لہذا ناچار قرآن کریم کے نسخے اور غلاف کعبہ کے ٹکڑوں کو قبول

کرتے ہوئے بقیہ تحفوں کو آپ کے پاس خود اپنی طرف سے تحفہ کے طور پر بھیج رہا ہوں۔

(زندگانی آیۃ اللہ بروجردی، ص ۱۱۲)

﴿۱۰۳﴾

ڈر ہے کہ اس آیت کا مصداق نہ ہوں

ایک دن میرزای قمی نے باتوں کے درمیان فتح علی شاہ سے کہا اے بادشاہ عدالت اور انصاف سے کام لو۔ مجھے خوف ہے اس وجہ سے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں مگر ہر وقت یہ آیت کریمہ یاد کر کے ڈرتا ہوں:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار.

ظالموں کے ساتھ میلان و محبت نہ رکھو کہ تمہیں جہنم کی آگ اپنی لپیٹ میں لے لے۔

خطرہ ہے کہ کہیں اس وجہ سے خدا کے غضب اور جہنم کا حقدار نہ ہوں۔
فتح علی شاہ نے جواب دیا، مجھے یہ روایت یاد ہے کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی پتھر کو دوست رکھے گا تو بھی قیامت کے دن اسی کے ساتھ محشور ہوگا۔ میں اس دنیا میں تمہارے ساتھ محبت اور دوستی رکھتا ہوں۔ اس لیے امید ہے کہ بہشت میں بھی آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔

(گنجینہ دانشمندان، ج ۱، ص ۱۳۱)

﴾۱۰۴﴿

حبشہ کے بادشاہ کے سامنے قرآن کی تلاوت

اسلام کے ابتدائی دنوں میں کافروں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر چند مسلمانوں نے حضور اکرمؐ کے حکم سے حضرت جعفر ابن ابی طالب کی سربراہی میں حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں آزادی کے ساتھ رہنے لگے۔

جب مکہ کے سرداروں کو ان کی آزادی اور آرام سے رہنے کی خبر ملی تو ان کے دلوں میں کینہ و حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور خوف ہوا۔ خوف اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں کہیں نفوذ پیدا نہ کریں۔ جو اس کا اسلام کی طرف میلان کا سبب بنے اور انجام کار ایک مسلح لشکر تیار کر کے مکہ کے بت پرستوں کو عربستان کے شبہ جزیرہ سے ختم نہ کریں۔

اس لیے انہوں نے ایک اجلاس طلب کیا اور کافی غور و خوص کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اپنے دو افراد کو نمائندہ بنا کر نجاشی کے دربار میں بھیجا تا کہ یہ لوگ اپنے تحفے تحائف کے ذریعے نجاشی کے درباریوں کی ہمدردیاں خرید لیں اور نجاشی سے ملاقات سے پہلے اپنے لیے کامیابی کا سامان فراہم کریں۔ وفد نے ایسا ہی کیا اور ان لوگوں نے بھی ان کی مدد کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن انہیں دربار میں باریابی کا موقع ملا اور بڑے ادب کے ساتھ اسے بھی قریش کے تحفے اور پیغام پہنچا دیئے اور پناہ گزین مسلمانوں کے بارے میں بڑی حقارت اور توہین کے ساتھ گفتگو کی اور نجاشی کے وزیروں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور تائید کی۔ مگر

نجاشی نے ان کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مسلمان پناہ گزینوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔

مسلمان پناہ گزینوں نے حضرت جعفر ابن ابی طالب کو اپنا ترجمان بنا کر آگے کیا اور بعض مسلمان پریشان تھے کہ نہ معلوم یہ حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں کیا کچھ کہیں گے۔ اس لیے حضرت جعفر نے ان کی پریشانی دور کرنے کے لیے علی الاعلان کہہ دیا کہ میں نے جو کچھ اپنے رہبر و رہنما پیغمبر اکرمؐ سے سنا ہے بے کم و کاست بیان کروں گا۔

آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نجاشی کے دربار میں پہنچے تو نجاشی نے پوچھا تم لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر نیا دین کیوں اختیار کیا ہے جو نہ تو ہمارے دین (عیسائیت) سے میل کھاتا ہے اور نہ ہی تمہارے آباؤ اجداد کے دین سے ہم آہنگ ہے۔

حضرت جعفر نے ان سب کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے یوں کہا، اے بادشاہ ہم بت پرست اور جاہل تھے یہانتک کہ مردار بھی کھاتے اور ہر وقت برائیوں میں پڑے رہتے تھے۔ ہمارے درمیان ہمسائے کا کوئی احترام نہیں تھا۔ کمزور اور ضعیف لوگوں طاقتوروں کے قبضے میں تھے اور اپنے رشتے داروں کے ساتھ جنگ میں الجھ پڑتے تھے اور ظلم کا دور دورہ تھا۔ ایسے حالات میں خداوند عالم نے ایک ایسے شخص کو جس کا خاندانی پس منظر نہایت ہی روشن اور پاک و پاکیزہ تھا، ہمارے درمیان مبعوث فرمایا۔ انہوں نے خدا کا پیغام دیا۔ ہمیں توحید اور خدا پرستی کی دعوت دی۔ بت پرستی سے روکا۔ حکم دیا کہ امانت کو لوٹا دو اور برائیوں

سے پرہیز کرو۔ رشتے داروں اور ہمسایوں سے نیک سلوک روا رکھو۔ جھوٹ نہ بولو۔ یتیموں کا مال نہ کھاؤ۔ ناجائز کاموں نہ کرو۔ عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ۔

انہوں نے حکم دیا کہ نماز پڑھو، روزے رکھو، زکوۃ دو۔ پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔ واحد و یکتا پروردگار کی عبادت شروع کی۔ جو کچھ انہوں نے حلال کہا، اسے حلال سمجھا اور جو کچھ انہوں نے حرام کہا اسے حرام سمجھا۔

لیکن قریش نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا۔ اذیتیں دیں کہ ہم اپنے نئے دین سے پھر جائیں اور دوبارہ مٹی اور پتھروں کی پوجا کرنے لگیں اور برائیوں میں پڑیں، مگر ہم نے ایک مدت تک تو ان کا مقابلہ کیا مگر جب مقابلے کی تاب نہ رہی تو اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لیے اپنے مال و جائیداد کو چھوڑ کر حبشہ کی سرزمین پر آئے ہیں نیز حبشہ کے بادشاہ کے انصاف کی شہرت نے بھی ہمیں اس سرزمین کی طرف کھینچا اور اب بھی ان کی عدالت پر ہمیں کامل یقین ہے۔

حضرت جعفرؓ کی شیریں بیانی اور باتوں کی دل نشینی نے بادشاہ اور حاضرین کو اس قدر متاثر کیا کہ بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو امڈ پڑے۔ اس نے حضرت جعفر سے کہا کہ تم اپنی آسمانی کتاب میں سے کچھ اور پڑھ کر سناؤ۔

حضرت جعفر نے سورۂ مریم کی چند آیات کی تلاوت کی اور ان آیات کو پڑھا جن میں حضرت مریم کی عصمت کی گواہی دی ہے اور اسلام میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰؑ کے مقام و منزلت بتانے والی آیات پڑھیں۔ جب آپ قرآن کی یہ آیات پڑھ رہے تھے اور ختم نہیں ہوئی تھی کہ بادشاہ نجاشی اور تمام دربار میں موجود پادریوں اور اسقف کی گریہ کی آواز بلند ہوئی اور ان کی داڑھیاں

آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔

اس کے بعد مجلس پر مکمل سناٹا چھا گیا پھر بادشاہ کی آواز بلند ہوئی۔ اس نے کہا، ”ان لوگوں کے پیغمبر کی باتیں اور حضرت عیسیٰ کا کلام ایک ہی نور کے سرچشمے سے ہیں۔ میں ان لوگوں کو قریش کے حوالے نہیں کر سکتا۔ اس لیے قریش والوں کو چاہیے کہ واپس چلے جائیں“۔

(فروغ ابدیت، ج ۱، ص ۲۵۵ تا ۲۵۷)

تمت بالخیر

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرْ

ترجمہ: ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔

(القرآن)

جی ہاں قدرت نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔

آپ قرآن پڑھنا چاہتے ہیں مگر وقت کی کمی یا استاد کے میسر نہ آنے کی وجہ سے پڑھنا نہ سیکھ سکے ہوں تو مایوس نہ ہوں۔

الحرمین پبلشرز پاکستان کراچی نے قرآن کریم درست پڑھنے کو آسان کر دیا ہے۔ چالیس گھنٹے میں بیس اسباق آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعے ازبر کریں اور قرآن پڑھنا سیکھیں جو قرآن فہمی کی طرف پہلا قدم ہے۔

الحرمین پبلشرز کی فخریہ پیشکش خود آموز ناظرہ قرآن خوشنما، دیدہ زیب فولڈر میں کتاب اور اس کے تدریسی چار عدد کیسٹ آج ہی آرڈر دے کر طلب کریں۔

اے۔ون، گلیشن گارڈن، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی، پاکستان

A-84، عباس ٹاؤن، ابوالحسن اصفہانی روڈ، گلشن اقبال، کراچی، پاکستان

آپ کے علمی ذوق کی تسکین کے لیے

الحرمین پبلشرز پاکستان نے مختلف موضوعات پر گراں قدر کتابیں شائع کی ہیں ہماری کوشش ہے کہ معصومین کی سیرت، ارشادات اور اخلاقی تعلیمات کو عام کریں۔ آپ بھی اپنا حصہ ادا کریں۔ کتابیں خود پڑھیں اور دوسروں کو ہدیہ کریں۔

ہماری مطبوعات اور ان کی تفصیل

انوار وحی ہدیہ: ۹۰روپے	انوار عصمت ہدیہ: ۵۵روپے	وصیت رسولؐ (ابوذر) ہدیہ: ۳۰روپے	وصیت رسولؐ (علی) ہدیہ: ۳۰روپے	حسینؑ اور حسینیت ہدیہ: ۱۵روپے
پیارا گھر (اخلاق در خانہ) ہدیہ: ۱۰۰روپے	احادیث قرآن ہدیہ: ۳۰روپے	رہبانیت کی کہانی ہدیہ: ۳۰روپے	مرتضیٰ مطہری شہید ہدیہ: ۲۰روپے	کردار سازی کے اصول ہدیہ: ۲۰۰روپے
حسینؑ کے سوگ میں ہدیہ: ۱۵روپے	جانشینی اور شوریٰ ہدیہ: ۱۵روپے	زینت آدم ہدیہ: ۱۵روپے	موجز المنطق ہدیہ: ۱۵روپے	ایک ہزار ایک دلیلیں ہدیہ: ۲۰روپے
آل محمد احادیث اہل سنت میں ہدیہ: ۳۰روپے	آداب تلاوت قرآن ہدیہ: ۱۰۰روپے	فضائل القرآن ہدیہ: ۲۵روپے	نہج الفصاحہ ہدیہ: ۳۲۵روپے	عریاں تہذیب اور تہذیب کی عریانی ہدیہ: ۳۵روپے
روزہ [illegible] ہدیہ: ۱۰۰روپے	عصر حاضر کا معجزہ (قرآن کریم) ہدیہ: ۱۰۰روپے	واقعات مسجد ہدیہ: ۱۰۰روپے	واقعات معصومین ہدیہ: ۱۰۰روپے	واقعات قرآن ہدیہ: ۱۰۰روپے

اے۔ون، گلستان گارڈن، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی، پاکستان

A-84، عباس ٹاؤن، ابوالحسن اصفہانی روڈ، گلشن اقبال، کراچی، پاکستان

7338

الحرمین پبلیشرز پاکستان

الحرمین پبلشرز پاکستان